جنت کی تلاش میں

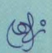
لازمی طور پر جنّت میں لے جانے والے
عظیم الشان اعمال ...... سُنّت کی روشنی میں

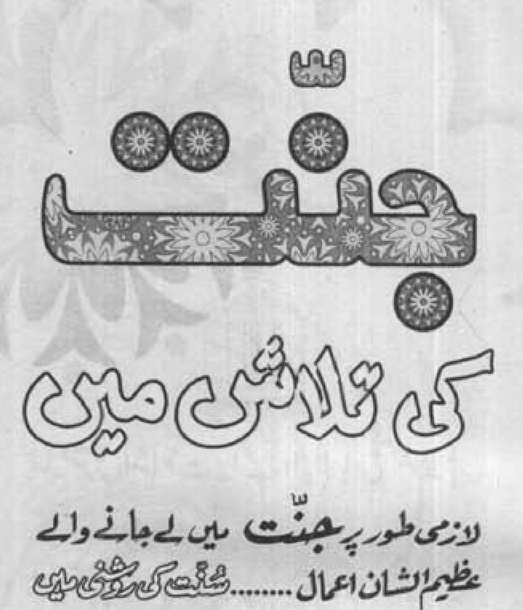


تالیف

عبداللہ بن علی الجعیثن

اعداد و اضافہ
محمّد طاہر نقّاش





تالیف
عبداللہ بن علی الجعیثن

اعداد و اضافہ
محمد طاہر نقاش

ترجمہ: محمد اسلم شاہدروی



دار الابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان



نام کتاب .... جنت کی تلاش میں

مولف .... عبداللہ بن علی الجعیثن

نظرِ ثانی واضافہ ..... محمد طاہر نقاش

اشاعت اوّل ...... اگست 2001ء

تعداد .... ایک ہزار

قیمت .... 50 روپے

ناشر:۔ دارالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور


جنت
کی تلاش میں


بسم الله الرحمن الرحيم



آئینہ کتاب

- مقدمہ از مؤلف 10
- عرض مترجم 13
- امریکہ میں جنت 15

حصہ اول

- جنت کیا ہے؟..... (دلکش و حسین نظاروں پر مشتمل ایک جھلک) 21
- جنت کے دروازوں پر مومنین کا شاندار استقبال 23
- چاند سے چہروں والے 24
- ٹھنڈی چھاؤں والے درخت 25
- شیریں میوے اور ان دیکھے پھل 27
- شاہی دستر خوان پر شاہی کھانوں کے مزے 28
- بل کھاتی نہریں گنگناتی آبشاریں اور رواں دواں چشمے 30
- چمکتے دمکتے ہیروں سے بنائے گئے محل 32
- ہیروں اور موتیوں کے زیور 35
- اہل جنت کے خادم غلمان جنت 36
- زندگی کا جیون ساتھی جنت میں 37
- موٹی آنکھوں والی حوریں 38

- نشاط وانبساط کے لمحات 41
- شاہانہ وفاخرانہ لباس 42
- اہل جنت کے چمکتے دمکتے برتن 44
- جنت میں ہوائی سفر 45
- حوروں کے گیت 46
- بازار جنت اور حسن کے سودے 48
- درجاتِ جنت میں فرق وتفاوت 49
- ادنیٰ ترین جنتی کی شان 50
- لازوال جنتوں کی گارنٹی 52
- رضائے الٰہی اور ہمکلامی کا شرف 55

دوسرا حصہ

- کلمہ شہادت کی ادائیگی اور اس کے لوازمات پر عمل 59
- ایمان لانے کے بعد استقامت (فرمان بردار بن کر اور نافرمانی سے بچتے ہوئے) 60
- اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کا ذکر کرنا 62
- قرآن مجید کی تلاوت اور اس پر عمل 63
- آیت الکرسی کی شان 65
- سورۃ الملک جنت کا پروانہ 65
- سورۃ اخلاص سے محبت کا صلہ 66

اللہ تعالیٰ کا ذکر

- ہر فرض نماز کے بعد اور سوتے وقت تسبیح تکبیر اور تحمید 68
- وضوء کے بعد ذکر (کلمہ شہادت پڑھنا) 69
- لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہنا 70

بازار میں داخل ہوتے وقت ذکر کا اجر و صلہ 70
اللہ تعالیٰ سے جنت مانگنا 71
صدق دل سے توبہ و استغفار کرنا 71
سید الاستغفار 72
رضائے الٰہی کے لیے طلب علم 72

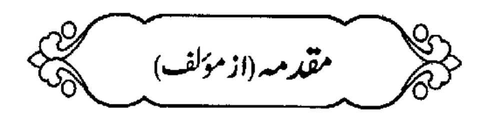
فرض اور نفل نمازیں

نماز پنجگانہ 73
نماز فجر اور نماز عصر 73
سنن مؤکدہ 74
تحیۃ الوضوء 74
خشوع اور حضور قلب سے دو رکعت نماز 75
اللہ کے لیے زیادہ سجدے کرنا 75
عبادت کے لیے بکثرت مساجد میں جانا 76
مساجد بنانا 77
مؤذن کی پیروی کرنا 77
روزہ 78
حج مبرور 79
جہاد فی سبیل اللہ 79
اللہ کی راہ میں خرچ کرنا 79
صدقہ و خیرات 80
تنگدست سے درگزر 81
راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا 81
جانور پر نیکی 82

- یتیم کی کفالت 82
- بیٹیوں کی کفالت اور تربیت 84
- حسن اخلاق اور بحث مباحثہ سے پرہیز 86
- جھگڑا چھوڑ دینا 87
- سچ بولنا اور جھوٹ چھوڑ دینا 87
- زبان اور شرم گاہ کی حفاظت 87
- غصہ پی جانا اور ناراض نہ ہونا 88
- دل کو حسد و بغض سے پاک رکھنا 89
- لوگوں کی طرف سے اچھی تعریف 91
- والدین سے حسن سلوک 92
- بچے کا والد کے لیے استغفار 94
- مریض کی عیادت 94
- اللہ کی رضا کے لیے بھائیوں سے ملاقات کرنا 95
- اولاد وغیرہ اور عزیزوں کے انتقال پر صبر کرنا 96
- صدمہ کی ابتداء میں فوراً صبر کرنا 99
- نظر چلی جانے پر صبر 99
- مرگی کا مرض لگ جانے پر صبر 100
- عورت کا اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرنا 100
- لوگوں سے کچھ بھی نہ مانگنا 101
- اللہ کے رب' اسلام کے دین اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہونا. 102
- طلب ثواب میں بارہ سال اذان دینا 102
- دودھ والے جانور کا تحفہ 103
- اپنے مال کی حفاظت میں قتل کیا جانا 104

- جو عورت نفاس میں فوت ہو جائے 104
- پردیس میں موت آنا 105
- جس کے جنازہ پر مسلمانوں کی تین صفیں ہوں 106
- مصیبت زدہ سے اظہار ہمدردی کرنا 106
- سلام' طعام' صلہ رحمی اور نرم کلام کرنا 106
- صف میں خالی جگہ پر کرنا 107
- ضعیف کمزور اور بے بس انسان 108
- تکبر' خیانت اور قرض سے پاک ہونا 109
- حیاء اور جفاء 109
- خرید و فروخت اور لین دین میں نرمی 110
- جماعت سے وابستگی 110
- عادل بادشاہ' مہربان اور پاک دامن عیالدار آدمی 111
- لوگوں سے ایسا سلوک کرنا جس کی ان سے اپنے لیے توقع ہو 111
- حق پر فیصلہ کرنے والا قاضی (جج) 111
- اللہ کریم پر توکل اور نامناسب ذرائع چھوڑنا 112
- اللہ کریم کی خوشنودی والے الفاظ کہنا 115
- جس نے اللہ کے لیے جھک کر فاخرانہ لباس چھوڑا 115
- چند خاص اعمال صالحہ کا پایا جانا 116





مقدمہ (از مؤلف)

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لئے ہیں۔ ہم اس کی تعریف کرتے ہیں' اس سے مدد چاہتے ہیں' اس سے استغفار کرتے ہیں اور اُسی کی طرف توبہ کرتے ہیں۔ اپنے نفسوں کے شر اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ جسے اللہ کریم ہدایت دے دے' اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ کر دے' اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اما بعد! زیر نظر کتاب ان احادیث مبارکہ کا مجموعہ ہے جو جنت واجب کرنے والے اعمال و اسباب سے متعلق ہیں۔ میں نے ایسی تمام احادیث اپنے لئے اور اپنے بھائیوں کے لئے بطور خاص جمع کر دی ہیں اور اس کتاب کا نام "مُوْجِبَاتُ الْجَنَّةِ فِي ضُوءِ السُّنَّةِ"....... یعنی "جنت واجب کرنے والے اعمال حدیث کی روشنی میں" رکھا ہے کیونکہ واجب کرنے والا لفظ بعض احادیث میں آیا ہے [1]۔ متعلقہ موضوع پر کچھ لکھنے سے پہلے میں چند باتوں کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

اول: اس کتاب میں وہ احادیث بیان کی گئی ہیں جن میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ جنت واجب کرنے والے اعمال ہیں ..... اور جن میں یہ ذکر ہے کہ جو ایسا کرے گا جنت میں داخل ہو

---

[1] جیسے سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح مسلم (۲۰۹/۱ حدیث ۲۳۴) میں ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو کوئی مسلمان وضوء کرے تو اپنا وضوء اچھا کرے پھر اٹھے اور دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ وہ اپنے دل اور چہرے سے (اللہ کی طرف) پوری طرح متوجہ ہو' تو ضرور اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی" اس حدیث کا تفصیلی ذکر آگے آئے گا۔ إن شاء الله

گا..... یا اس کے لئے جنت میں گھر یا محل بنایا جائے گا..... یا اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے ...... یا اس کا جنت میں درجہ بلند ہو گا..... یا اسے وہاں (خاص) لباس پہنایا جائے گا...... یا اس کے لئے وہاں درخت لگائے جاتے ہیں۔ اور وہ احادیث بھی کہ جن میں اس طرح کے بعض دوسرے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔

دوئم: شرعاً یہ بات بالکل واضح اور طے شدہ ہے کہ جنت میں صرف اللہ کی رحمت سے داخل ہوا جائے گا' بندے کا عمل اس میں داخلے کی اصل بنیاد نہیں ہے گو کہ وہ سبب ضرور ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے جنت میں اعمال صالحہ کے ساتھ داخل ہونا اپنے اس فرمان میں ثابت کیا ہے:

﴿ ٱدْخُلُوا۟ ٱلْجَنَّةَ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٣٢﴾ ﴾ (النحل ١٦/ ٣٢)

"ان اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جاؤ جو تم (دنیا میں) کرتے رہے ہو۔"

جبکہ رسول اللہ ﷺ نے صرف اعمال کی بناء پر جنت میں داخل ہونے کی نفی اپنے اس فرمان میں کر دی ہے۔ "کسی کو بھی اس کا عمل ہرگز جنت میں داخل نہ کرے گا" دیگر الفاظ ہیں "تم میں سے کوئی بھی ہرگز اپنے عمل کی بناء پر نجات نہ پائے گا۔"[1]

آیت اور حدیث میں تطبیق اس طرح ہے کہ حدیث میں جو نفی ہے وہ معاوضہ کی نفی ہے جس میں دو عوض کی چیزیں ایک دوسرے کے مقابل ہوتی ہیں۔ جبکہ آیت میں جو "باء" ہے وہ "باء سبب کو ظاہر کرتی ہے" جس کا تقاضا ہے کہ یہ عمل جنت میں داخلے کا سبب ہو گا' گو کہ وہ مستقلاً اس کے حصول کی وجہ نہیں ہے[2]

سوئم: ان اسباب کا مختلف اور بکثرت ہونا اللہ کی اپنے بندوں پر رحمت ہے کیونکہ

---

[1] متفق علیہ بروایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مختلف الفاظ کے ساتھ۔ صحیح بخاری (۱۰/ ۱۲۷ حدیث ۵۶۷۳) اور (۱۱/ ۲۹۴ حدیث ۶۴۶۳۔ ۶۴۶۴)۔ صحیح مسلم (۴/ ۲۱۶۹۔۲۱۷۱ حدیث ۲۸۱۶۔ ۲۸۱۸)

[2] دیکھئے حادی الارواح از ابن قیمؒ (ص ۶۱)۔ المحجۃ فی سیر الدلجۃ از ابن رجب (ص ۳۶) اور فتح الباری (۱۱/ ۲۹۵۔۲۹۷)

بعض مومنوں کے لئے ان اسباب میں سے کچھ آسان ہو جاتے ہیں جب کہ باقی مشکل۔ اسی طرح مومن کو بعض اسباب میں اللہ کی توفیق میسر آتی ہے اور بعض میں نہیں۔ مثال کے طور پر اس کے لئے والدین سے حسنِ سلوک اور یتیم کی کفالت آسان ہوتی ہے لیکن رات کا قیام یا نفل روزہ ایسے وقت میں جب کہ دوسرا کام بھی ہو رہا ہے' اس کے لئے مشکل ہو سکتا ہے۔

لہٰذا میرے بھائی ایسے عمل کی ادائیگی کا موقع غنیمت جانیں جس میں آپ کو کامیابی اور آسانی بخشی گئی ہے۔ ساتھ ساتھ حصول جنت کا باعث بننے والے باقی اسباب کی ادائیگی کی بھی کوشش جاری رکھیں۔

سیدنا خالد بن معدان کلاعی تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "جب تم میں کسی پر ایک نیکی کا دروازہ کھولا جائے تو وہ اس کے لئے جلدی کرے کیونکہ نامعلوم وہ اس پر کب بند کر دیا جائے۔[1]

آخر میں میں اپنے امام مسجد بھائیوں کو اس بات کی دعوت دوں گا کہ وہ اُن (جنت واجب کرنے والے اعمال پر مشتمل) احادیث مبارکہ کو مساجد میں جماعت کے سامنے پڑھیں' یقیناً اللہ تعالیٰ ان کو ان سے نفع بخشے گا۔ إن شاء اللہ

اور میں اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کے لکھنے والے' اس کے پڑھنے والے اور اس کے سننے والے کو نفع عطا فرمائے۔ بے شک وہ سننے والا قبول کرنے والا ہے۔ میری درخواست ہے کہ آپ اپنے اس بھائی کو اپنی غائبانہ دعاؤں میں نہ بھلائیں' یہ دعا آپ کو بھی نفع دے گی اور مجھے بھی۔ ان شاء اللہ۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخوکم فی اللہ (عبداللہ بن علی الجعیثن)

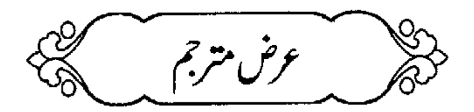
تحریر مورخہ ۱۱/۲/۱۴۱۳ھ القصیم کلیۃ الشرعیۃ

المملکۃ العربیہ السعودیہ

---

[1] کتاب الزہد از امام احمد (ص ۳۸۴)





عرض مترجم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِإِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ

امابعد! "جنت واجب کرنے والے اعمال احادیث مبارکہ کی روشنی میں" عربی کتاب مُوْجِبَاتُ الْجَنَّةِ فِي ضُوءِ السُّنَّةِ کا ترجمہ ہے۔ اس سے پہلے چند مضامین اور مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ راقم کے قلم سے منظر عام پر آچکا ہے۔ فَلِلّٰہِ الْحَمْد

میرے علم کی حد تک اس موضوع پر شائد اردو زبان میں اس سے پہلے کوئی کتاب موجود نہیں ہے۔ عربی میں چند ایک عمدہ کتب موجود ہیں مثلاً "الخصال المکفرہ لذنوب المتقدمة والمتاخرة"[1] حافظ ابن حجر کی۔ اور "تمام المنة ببیان الخصال الموجبة للجنة" علامہ غماری کی اور دیگر کتب۔ دونوں کتب قدرے طویل اور مفصل ہیں۔

ایک تو یہ کتاب مختصر اور بہت جامع ہے۔ میرے ناقص مطالعہ کے مطابق شائد متعلقہ موضوع سے متعلق اس کتاب میں کوئی حدیث چھوڑی نہیں گئی۔

دوسری خصوصیت اس میں مؤلف نے احادیث مبارکہ کا صحت کے اعتبار سے بہت اہتمام کیا ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے علاوہ جتنی بھی احادیث اس کتاب میں آئی ہیں ان سب کی صحت یا ان کی حسن ہونے کی دلیل ان علماء متقدمین سے نقل کی ہے جو احادیث

[1] اس کتاب کا اردو ترجمہ بنام "بخشش کی راہیں" چھپ چکا ہے۔ (مترجم)

کے صحیح یا ضعیف ہونے کو جانچنے پرکھنے اور حکم لگانے میں سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔

احادیث کی صحت کے حوالے سے ان ائمہ کی توثیق و تائید میں دورِ حاضر کے عظیم محقق محترم شیخ علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کے اقوال اور فیصلے بھی جابجا آگئے ہیں۔

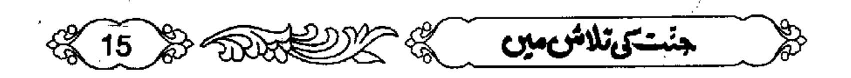
میں دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے مؤلف مترجم' ناشر اور کسی بھی طرح اس میں تعاون کرنے والے کو اس پر عمل کی توفیق بخشے اور اس عمل کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخش کر باعث نجات بنائے۔ آمین۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ

ناچیز حافظ محمد اسلم شاہد ردی

مورخہ ۲۷ جنوری ۲۰۰۱ء

۱ ذی القعدہ ۱۴۲۱ھ





امریکہ میں جنت!!

آسمانی جنت ہر انسان خواہ وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو' کے لیے کشش کا باعث ہے۔ ہر ایک کے من کی مراد اور دل کی آرزو ہے کہ جنت اس کا نصیب بن جائے۔ یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ یہ ہر کسی کو نہیں بلکہ یہ ملے گی تو صرف اور صرف اللہ کریم کے پیاروں کو' کہ جنہوں نے اپنی زندگیوں کو اس کی اطاعت و فرمانبرداری اور رضا کے سانچے میں ڈھال لیا۔ متعدد دفعہ کئی بدکردار' اللہ کے نافرمان اور باغیوں نے سوچا کہ مرنے کے بعد تو شاید انہیں جنت ملے کہ نہ ملے! کیوں نہ ہم دنیا میں ہی جنت تیار کر لیں اور اس کے مزے جیتے جی ہی لوٹیں۔ اس پر عمل کرتے ہوئے شداد کی طرح بعض لوگوں نے دنیا پر ہی اصل آسمانی جنت کے مقابلے میں مصنوعی زمینی جنت بنانے کی کوششیں کیں۔ لیکن اللہ ذوالجلال والاکرام کی ذات اقدس سے مقابلہ کرنے کی پاداش میں یہ لوگ ہمیشہ ہی تباہی و بربادی اور عبرتناک ناکامی و نامرادی کا شکار ہوئے۔ آج بھی ان کی تباہی و ہلاکت کے آثار دنیا کے مختلف خطوں میں آثار قدیمہ کے کھنڈرات کی صورت میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

دور حاضر میں وقت کے فرعون اور اسلام و مسلمانوں کے دشمن امریکہ نے بھی زمین پر ہی جنت بنانے کی کوششیں شروع کی ہیں۔ تفصیلات کے مطابق بیسویں صدی کے آخر میں امریکہ کے ارب اور کھرب پتیوں نے ایک منصوبہ بنایا کہ امریکہ کے انتہائی خوبصورت اور زلزلوں اور سیلاب سے محفوظ علاقے مونٹانا کی ریاست میں ایک جنت بنائی جائے۔ اس جنت کا پورا منصوبہ ۱۹۹۹ء میں منظر عام پر آگیا بلکہ اس پر بہت سارا کام بھی مکمل ہو گیا۔ اس

منصوبے کو Haven For Millionaires "ارب پتیوں کے لیے جنت" کا نام دیا گیا ہے۔
اور اسے بنانے والے ادارے کو جو نام دیا گیا ہے وہ ہے: "Yellow stone Club"......
اس منصوبے کے مالک اور اسے آگے بڑھانے والے کا نام ٹائم بلکزیتھ (Time Blixseth) ہے۔ وہ لکڑی کا بہت بڑا تاجر ہے۔ اس نے ایک کمپنی بنائی جس کا نام "کراؤن پیسیفک کمپنی" تھا۔ یہ اس قدر نفع بخش کمپنی تھی کہ اس نے اس کے منافع سے "مونٹانا" میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار ایکڑ زمین خرید لی۔ یہ زمین جو "مونٹانا" کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ اسے اس علاقے میں "شاہی تاج میں جڑا ہوا ہیرا" کہا جاتا ہے۔ اس ہیرے کو اب "ییلو سٹون کلب" کا نام دیا گیا ہے۔ اس کلب کو جنت بنانے کے لیے مسٹر ٹائم نے جو عملہ رکھا ہے وہ امریکہ کے مختلف شعبوں سے انتہائی اعلیٰ درجے کے ماہرین پر مشتمل ہے۔

یاد رہے یہ "امریکی جنت" صرف کروڑ اور ارب پتیوں کے لیے ہے جبکہ اللہ رحیم و کریم کی بنائی ہوئی حقیقی جنت میں ایسا کوئی ضابطہ و قانون نہیں ہے۔ وہاں تو صرف وہی جنت کا حق دار ہو گا جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا' اور اس کے مقرر کردہ ضابطے کے مطابق اپنی زندگی گزارنے والا ہو گا۔ خواہ وہ غریب ہو یا امیر...... اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بلکہ اگر ایک دوسرے زاویئے سے دیکھا جائے تو غریب لوگ جنت کے زیادہ حقدار ہوں گے اور وہ جلد جنت کے مالک بن جائیں گے۔ اس لیے کہ انہیں اپنی دنیاوی دولتوں جائیدادوں کا حساب نہ دینا پڑے گا۔

امریکی جنت کی ایک خصوصیت یہ بھی بتائی گئی ہے کہ اس میں حد درجہ کی پرائیویسی مہیا کی گئی ہے کہ مرد و زن جس طرح چاہیں وہاں جا کر منہ کالا کرتے پھریں' اخلاق و تہذیب' حیاء و شائستگی اور مذہب و ایمان کا جنازہ نکال کر زنا کاری کرتے پھریں' ان کو کوئی پوچھنے والا اور روکنے ٹوکنے والا نہ ہو گا۔ بلکہ ان کے اردگرد انتہائی جدید اسلحہ سے لیس محافظ کھڑے ہو کر پہرہ دے رہے ہوں گے کہ کوئی جنت میں گھس کر ان جنتیوں کے شغل میں خلل نہ ڈالے اور ان کو قتل نہ کر دے۔ یوں اس جنت میں جان جانے کا خطرہ بھی ہے۔

اس جنت میں صرف ارب پتی ہی جا سکتے ہیں کیونکہ اس میں داخلہ کے لیے کروڑوں

ڈالر کا مالک ہونا ضروری ہے۔ مونٹانا کی اس جنت میں "ماؤنٹ چیلٹ" نامی محل نما مکان کی قیمت تقریباً ایک کھرب روپے پاکستانی ہے۔ جبکہ بہت چھوٹے سے مکان کی قیمت ساڑھے تین کروڑ روپے ہے۔ اس سے بھی چھوٹا مکان کہ جس کے دو بیڈ رومز اور دو باتھ (غسل خانے) ہیں کی قیمت سات لاکھ ڈالر ہے۔ اور اس سے مزید چھوٹے یعنی ایک بیڈ اور ایک باتھ والے امریکی جنت کے کوارٹر (نما کمرے) کی قیمت چھ لاکھ ڈالر تک ہے۔

اس میں داخلے کے لیے انٹری فیس اور ممبر شپ فیس اس کے علاوہ ہیں۔ اور اس جنت کے جنتی کو کھانے پینے یا ضرورت کی دیگر اشیاء لینے کے لیے (خرید و فروخت کرتے ہوئے) جنت میں لی گئی ہر چیز کی قیمت ہزاروں ڈالرز میں ادا کرنی پڑے گی۔ البتہ اس میں رہنے والوں کو یہ سہولت ضرور ہوگی کہ روزانہ ان کے کمرے کا تولیہ انتظامیہ کی طرف سے بدل دیا جائے گا۔

اللہ کریم کی بنائی گئی جنت کی تو یہ خوبی ہے کہ وہاں جنتی لوگ جو دل چاہے جتنا چاہیں' جہاں سے چاہیں کھائیں پئیں...... ان کو کوئی روکے گا نہ قیمت دینی پڑے گی۔ اور کھانے پینے کے نتیجے میں ان کو قضائے حاجت اور بول و براز کے عوارض بالکل نہ لاحق ہوں گے۔ کھانے پینے کے بعد بس ایک ڈکار آئے گا اور سب کچھ ہضم ہو جائے گا۔ جب کہ یہ امریکی مصنوعی جنت کے مکان کی قیمت مقرر ہی اس حساب سے کر رہے ہیں کہ وہاں اگر دو باتھ اور اتنی لیٹرینوں والا مکان خریدو گے تو اتنی قیمت ہوگی اور اگر کم کمروں' باتھ اور لیٹرینوں والا کوارٹر خریدو گے یا ایک کمرہ خریدو گے کہ جس میں ایک باتھ اور لیٹرین ہوگی تو قیمت اتنی ہوگی۔

کوئی ان احمقوں سے پوچھے کہ جنت میں غلاظت کا کیا کام...... اور وہاں سیورج سسٹم چہ معنی دارد...... اور کیا جنت کی کوئی قیمت ہے!!؟ جنت کی تو کوئی قیمت ہے ہی نہیں اور اگر ہو تو کوئی ادا کر سکتا ہی نہیں' صرف رب العالمین کی رضا کا حصول ہی اس کی قیمت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جنت کی قدر و قیمت واضح کرتے ہوئے فرمایا:

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الحور العین حدیث ۲۶۴۳۔

''اگر جنت کی کوئی حور زمین کی طرف جھانک کر بھی دیکھ لے تو جنت سے زمین تک روشنی ہی روشنی پھیل جائے ..... اور خوشبو کی بہار آ جائے ..... اور اس کے سر کا دوپٹہ (کی شان یہ ہے کہ وہ) دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے بہتر (و قیمتی) ہے۔''

امریکی بدقسمتو اور احمقو! تم جنت کی قیمت لگا رہے ہو کہ جس میں جنتی کو ملنے والی حور کے دوپٹے کی یہ شان اور قدر و قیمت ہے کہ وہ تمام دنیا اور اس میں موجود اشیاء سے زیادہ قیمتی ہے یعنی یہ تمام چیزیں مل کر بھی اس کی قیمت اور عوض و بدل نہیں بن سکتیں۔ اگر آسمانی جنت روپوں پیسوں سے خریدنی ممکن ہوتی تو پھر امریکی و یورپی اور دنیا کے ارب پتی ہی ڈالر اور پاؤنڈ یا یورو ڈالر خرچ کر کے اس کے مالک بن سکتے تھے ..... جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے اس لیے کہ اللہ رحیم و کریم کی حسین و جمیل اور دلکش جنت تو اس سے ڈرنے اور پیار کرنے والوں کو مفت میں مل رہی ہے۔ تو مفت میں ملنے والی ایسی جنت میں کون نہیں جانا چاہتا ..... ہر مسلمان کی یہ دلی خواہش ہے کہ وہ جنت کا حق دار بن جائے اور جنت اس کا مقدر بن جائے ..... لیکن جنت ایسے ہی ہاتھ پر ہاتھ رکھے تھوڑی مل جاتی ہے ..... اس کے لیے تو امتحان دینا پڑتا ہے؟ ..... اور اس امتحان کے نتیجے میں پاس اور کامیاب ہونے والوں کے لیے یہ انعام ہے۔ جنت حاصل کرنے کے لیے ہر مومن کو اپنے آپ کو' اپنی زندگی کو ایک خاص قالب میں ڈھالنا ہو گا۔ اور پھر اس قالب میں ڈھال کر اپنی حیاتِ مستعار کا سفر شروع کرنا ہو گا۔ اس جنت کی شاہراہ پر سفر زندگی شروع کر کے جنت حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ ..... یہی اس کتاب میں بتایا گیا ہے۔

بندہ ناچیز نے اس میں بعض جگہ مفید اضافے کیے ہیں اور ''جنت کیا ہے؟'' کے نام سے کتاب کے شروع میں ایک باب کا بطور مقدمہ اضافہ بھی کیا ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب کی نظرثانی کی توفیق بھی اللہ کریم نے بندہ کو بخشی فللہ الحمد اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ قارئین دعا کریں کہ اللہ رب العزت راقم کے والد کو بھی جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے (آمین۔ بے شک اس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہے) کہ جنہوں نے مجھے علم کے زیور



سے آراستہ کرنے کے لیے اپنے تمام تر وسائل صرف کر دیئے اور مجھے اس قابل بنایا۔

اب اس کتاب کو پڑھنا شروع کیجئے اور جنت کے حسین و دلکش نظاروں میں کھو جائیے۔

...... اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں جنت کے متلاشیوں میں شامل کر کے جنت کا حقدار بنا دے اور ہمیشہ ہمارے دامن کو توحید کی دولت سے مالا مال رکھے ...... (آمین) اس لیے کہ بے شک جنت صرف اور صرف موحدین کے لیے ہے۔

خادم قرآن و سنت

محمد طاہر نقاش

۱۰ مئی ۲۰۰۱ء لاہور





جنت کیا ہے؟

(دلکش و حسین نظاروں پر مشتمل ایک جھلک)

دنیا میں مومن جو زندگی گزارتا ہے وہ اس نہج پر کہ اس کے ہر ہر عمل کے پیچھے یہ نیت پوشیدہ ہوتی ہے کہ میرے اس عمل سے میرا خالق راضی ہو جائے۔ اسی مقصد کے حصول کے لئے وہ اپنی تمام زندگی کو اپنے خالق و مالک کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق بسر کرتا ہے۔ صرف رب السموات والارض کی خوشی حاصل کرنے کے لئے وہ اپنے بہن بھائیوں' رشتہ داروں' خاندان برادری حتیٰ کہ پورے معاشرے سے جنگ لڑتا ہے کہ نہ میں یہ کام کروں گا اور نہ میں تمہارے اس فعل میں شریک ہوں گا...... کیوں؟...... اس لئے کہ اس کام کے کرنے سے میرا رب ناراض ہوتا ہے لہٰذا میں تم سب کو ناراض [illegible] اپنے پروردگار کو کبھی کسی صورت میں ناراض نہیں کر سکتا۔ آخر میں نے کل قیامت کے دن بلکہ مرنے کے فوری بعد قبر میں اس کو اپنی زندگی کا حساب دینا ہے' اس کے سامنے میں نے اپنی زندگی کے لمحے لمحے کا جواب وہ ہونا ہے۔ لہٰذا اس دنیا میں ساری مخلوق سے جنگ لڑ سکتا ہوں' ان کی نظروں میں برا بھلا بن سکتا ہوں' معاشرے اور سوسائٹی سے الگ تھلگ ہو سکتا ہوں' اپنوں پرایوں کو ناراض کر سکتا ہوں' اولاد کو بیوی کو دشمن بنا سکتا ہوں..... لیکن اپنے پیارے خالق و مالک رب العالمین کی نافرمانی کر کے اسے ناراض نہیں کر سکتا۔

ایسے ہی وفا شعار' نیک اور اللہ کریم کی قدر کرنے والے بندوں کو خالق کائنات نے کامیاب قرار دیا ہے اور اپنی ذات سے اس قدر محبت کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کے سرٹیفکیٹ کے ساتھ ساتھ جنت کا تحفہ تیار کر رکھا ہے' کہ جب میرے بندے دنیا

کی قید سے آزاد ہو کر یہاں میرے پاس آئیں گے تو ان کے بہترین استقبال کے بعد ان کے عیش و آرام اور ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے لئے یہ جنت کا تحفہ ان کو عطا کروں گا۔ جنت کس قدر اہمیت کی حامل ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب کہ جن کے متعلق قرآن گواہی دیتا ہے کہ ﴿ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ﴾ "کہ اللہ کریم ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔" یہ ہستیاں بھی اللہ کے حضور رو رو کر' گڑ گڑا کر' آہ و زاری کر کر کے' ہچکیاں بندھ بندھ کے' التجائیں کرتے ہوئے سسکیاں بھرتے ہوئے اللہ رب العزت سے جنت مانگا کرتے تھے..... اس کے حصول کے لئے راتیں مصلوں پر اور دن گھوڑوں کی پشتوں پر تلوار پکڑے اللہ کے دشمنوں پر جھپٹتے ہوئے ان کے ساتھ لڑتے ہوئے' جہاد کرتے ہوئے' اپنی جانوں اور مالوں کی قربانیاں دیتے ہوئے گزارتے تھے۔

وہ جنت کہ جس کے لئے محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب تڑپتے رہتے تھے' کیا چیز ہے؟ آیئے اس بات کا جائزہ لیتے ہیں تاکہ ہمیں جنت سے معرفت حاصل ہو اور ہم بھی اس کے حصول کی کوشش کریں۔

جنت کی کیفیت سمجھنے کے لئے کہ وہ کیا ہے کوئی مثال اور نظیر بیان نہیں کی جا سکتی' اس لئے کہ اس کی مثل اور مانند دنیا میں کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ صرف اس کی ایک جھلک دیکھنے اور نظارہ کرنے کے لئے ہمیں قرآن مجید یا فرامین رحمت اللعالمین سے کچھ رہنمائی ملتی ہے۔ جس کے مطابق جنت کے معنی ایسا باغ کہ جو بہت زیادہ اور گھنے درختوں (اور سبزہ) کی وجہ سے زمین کو چھپا دے۔ جنت بھی باغات سے بھری پڑی ہے' وہاں ایک ہی طرح کے نہیں بلکہ مختلف اقسام کے طرح طرح کے باغات اپنی خوبصورتی اور دلفریبیوں میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔ جنت ایسا مقام ہے کہ جہاں عیش ہی عیش ہے' جہاں خوشیاں ہی خوشیاں ہیں' شادمانیاں ہی شادمانیاں ہیں' سلامتیاں ہی سلامتیاں ہیں' نعمتیں ہی نعمتیں ہیں' سکون ہی سکون ہے' خوبصورتی ہی خوبصورتی اور حسن و جمال ہے۔ ایک انسانی دماغ جس ممکن حد تک سوچ سکتا ہے بلکہ اس سے بھی ہزاروں لاکھوں گنا زیادہ۔

جنت کے دروازوں پر مومنین کا شاندار استقبال

اس حسین و جمیل جنت کے آٹھ پرشکوہ دروازے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار فرشتے مقرر ہیں۔ جب اہل جنت' جنت کے مستحق قرار پانے کے بعد وہاں پہنچیں گے تو ان دروازوں کو کھلا پائیں گے اور جنت کے منتظمین فرشتے ان کا استقبال کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔ یہ فرشتے ان جنتیوں کا استقبال کرتے ہوئے انہیں سلامی دیں گے مرحبا و خوش آمدید کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس بات کی نشاندہی کرتے ہوئے قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ﴿٧٣﴾ ﴾ (الزمر ۳۹/ ۷۳)

"جو لوگ (دنیا میں رہتے ہوئے) اپنے رب کی نافرمانی سے پرہیز کرتے رہے تھے انہیں گروہ در گروہ جنت کی طرف لے جایا جائے گا' یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے تو دروازے (ان کے استقبال میں) پہلے ہی کھولے جا چکے ہوں گے' جنت کے منتظمین ان سے کہیں گے: "سلام ہو تم پر' بہت اچھے رہے' اس جنت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے داخل ہو جائیں۔"

قرآن مجید میں ہی اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر جنت کے دروازوں میں جنتیوں کے براجمان ہونے کی منظر کشی بڑے دلکش انداز میں کی ہے' فرمایا:

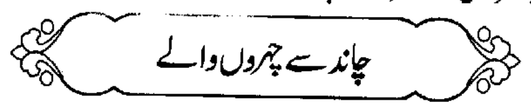
"متقی لوگوں کے لئے بہترین ٹھکانا ہے' (وہ ٹھکانا کیا ہے؟) ہمیشہ رہنے والی جنتیں ہیں کہ جن کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوں گے' ان میں وہ (بڑی شان سے) تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے' خوب خوب فواکہ (خوش ذائقہ و خوش رنگ پھل) اور مشروبات طلب کر رہے ہوں گے۔ (اور حور و غلمان بڑی سعادت مندی سے لا لا کر ان کو جام پر جام پیش کر رہے ہوں گے اور سونے چاندی کی طشتریوں میں انواع و اقسام کے شیریں پھل ان کے سامنے رکھ رہے ہوں گے)" (ص ۳۸/ ۴۹'۵۱)



جنتی جب جنت میں داخل ہو رہے ہوں گے تو ان میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کر کے اپنے رب کو خوش کرنے والے بھی شامل ہوں گے۔ اب جنت میں داخل ہونے کے لئے دروازوں کی طرف نیک لوگ بڑھ رہے ہیں تو منظر کیا ہے! رسول رحمت ﷺ کی زبان حقیقت بیان سے سنیں' فرماتے ہیں:

"جس کسی نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر دو قسم کے نیک کاموں کی پابندی کی اسے جنت کے ہر دروازے سے دعوت ملے گی (جنت کے ہر دروازے کا منتظم پکار کر کہے گا) اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ بہتر ہے (لہٰذا اس میں سے ہوتا ہوا جنت میں داخل ہو جا) نماز کی پابندی کرنے والے کو "باب الصلوٰۃ" سے دعوت ملے گی۔ مجاہدین کو "باب الجہاد" سے پکار آئے گی۔ روزہ داروں کو "باب الریان" سے آوازہ آئے گا اور صدقہ خیرات کرنے والوں کو "باب الصدقہ" سے بلایا جائے گا۔" (اور کچھ لوگوں کو بیک وقت جنت کے کئی دروازوں سے آواز آ رہی ہو گی کہ اس دروازہ سے جنت میں داخل ہو جائیں)[1]

حالانکہ جنت کے دو دروازوں کے درمیان اس قدر فاصلہ ہو گا کہ سوار آدمی اپنی سواری پر ستر سال تک سفر کرتا رہے تو دوسرا دروازہ آئے گا۔[2]



چاند سے چہروں والے

جنتی جب اپنے اپنے دروازوں سے جنت میں داخل ہو رہے ہوں گے تو ان کے چہرے اس قدر حسین و جمیل اور خوبصورت ہوں گے گویا چاند ستارے روشن و منور ہیں' اسی بات کو رسول رحمت نے یوں بیان فرمایا کہ: "جنت میں داخل ہونے والا پہلا گروہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا ہو گا اور ان کے بعد آنے والے سب سے زیادہ چمکیلے آسمانی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصوم باب الریان للصائمین حدیث ۱۷۹۸

[2] المعجم الکبیر للطبرانی ۱۹/ ۲۱۳ حدیث ۴۷۷۔ مسند احمد ج ۴ ص ۱۳

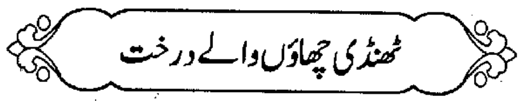


ستاروں کی مانند ہوں گے“[1]

یعنی جنت میں داخلہ سے قبل ہی اللہ تعالیٰ جنتیوں کے چہروں کو انتہائی حسین و جمیل بنا دے گا۔ اہل جنت کے حسن و جمال کو مزید واضح کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا:

”اہل جنت جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے جسم بالوں سے صاف ہوں گے۔ مسیں بھیگ رہی ہوں گی مگر داڑھی نہ نکلی ہو گی۔ گورے چٹے (خوبصورت و دلکش حسین شکلوں والے) ہوں گے۔ گھٹے ہوئے جسموں والے' آنکھیں سرمگیں (اور نشیلی) ہوں گی۔ سب کی عمریں ۳۳ سال ہوں گی۔ آدم علیہ السلام کی طرح ساٹھ ہاتھ لمبے اور سات ہاتھ چوڑے جسم والے ہوں گے۔“[2]

آج کل ہم کسی کی دعوت کریں کسی بہترین میرج ہال یا فائیو سٹار ہوٹل میں یا بنگلے میں کرتے ہیں' یہ مہمانوں کی قدر دانی سمجھی جاتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی مہمانی جس جنت میں کی ہے اس کی شان ملاحظہ ہو' اس جنت کے فرش کے ایک حصے کی شان یہ ہے کہ جب صحابہ نے آپؐ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! ہمیں جنت کے بارے میں کچھ بتائیں؟ تو آپؐ نے فرمایا: (جنت کے فرش کی) ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی ہو گی۔ اس کا گارا کستوری کی خوشبو والا اس کے کنکر موتی اور یاقوت کے ہوں گے اور اس کی مٹی زعفران جیسی ہو گی۔“[3]



ٹھنڈی چھاؤں والے درخت

جنت کے خوبصورت درختوں اور پودوں کا کیا کہنا' دنیا میں موجود اکثر درختوں کے ہم

---

[1] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق

[2] مسند امام احمد ج ۲ ص ۲۹۵ استاد احمد محمد شاکر نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا۔ ملاحظہ فرمائیں۔ شرح مسند امام احمد حدیث ۷۹۲۰

[3] مسند امام احمد حدیث ۸۰۳۰ استاد احمد محمد شاکر نے مفصل بحث کے ساتھ حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

نام درخت جنت میں موجود ہیں لیکن ان کی شکل ان کی جڑیں تنے' پتے پھول' پھل ہر چیز ہر اعتبار سے دنیاوی درختوں سے اعلیٰ واشرف ممتاز اور مختلف ہے' رسول اللہ ﷺ کے فرمان عالی شان کے مطابق:

"یہاں کی بیریاں (میٹھے بیروں والی) بغیر کانٹوں کے ہیں۔ تہہ در تہہ چڑھے کیونکہ درخت' دور دور تک پھیلی ہوئی چھاؤں' ہر دم رواں دواں پانی اور کبھی ختم نہ ہونے والے اور بے روک ٹوک ملنے والے بکثرت پھلوں میں جنتی لوگ (پھر رہے) ہوں گے۔" (الواقعہ:۵۶/۲۷ تا ۳۳)

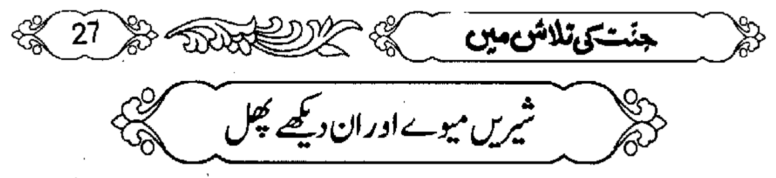
جنت میں تاحد نگاہ پھیلے ہوئے ٹھنڈے سائے والے خوبصورت درخت ہیں کہ جس کی خوبصورتی کو دیکھ کر آدمی جھوم اٹھے گا اور اس کی روح ہشاش بشاش ہو جائے گی۔ ایسے ہی درخت کے متعلق سرور دو جہاں رحمت عالمیان جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک بار سبحان اللہ کہنے والے کے لیے جنت میں اس کے نام کا ایک درخت اللہ تعالیٰ لگا دیتے ہیں۔ جنت کا ایک اتنا عظیم الشان درخت کہ جس کے متعلق آقائے دو جہاں نے فرمایا تھا: جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ سوار اپنی سواری پر سو سال تک اس کی چھاؤں میں چلتا رہے (لیکن) اسے عبور نہ کر سکے گا۔"[1] آپؐ نے جنت کی کھجور کے متعلق فرمایا کہ:

"جنت کی کھجور کا تنا سبز زمرد کا ہو گا' اس کی ٹہنیاں سرخ سونے کی' اس کی چھال سے اہل جنت کا لباس تیار ہو گا' اسی سے ان کے مختصر لباس اور زیور بنیں گے۔ اس کا پھل بڑے بڑے مٹکوں کی مانند ہو گا جو دودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ میٹھا اور مکھن سے زیادہ ملائم ہو گا' اس میں گٹھلی نہ ہو گی۔[2]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الرقاق باب صفۃ الجنۃ والنار حدیث ۶۱۸۶۔ صحیح مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا باب ان فی الجنۃ..... ۲۸۲۷۔۲۸۲۸

[2] المستدرک للحاکم ج ۲ ص ۴۷۵ کتاب التفسیر باب اوصاف نخیل الجنۃ امام حاکم اور امام حافظ الذہبی نے حدیث کو صحیح قرار دیا۔



شیریں میوے اور ان دیکھے پھل

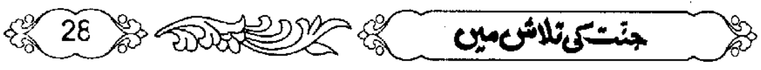
دنیا میں ہر خطے میں دوسرے خطے اور ملک کی نسبت علیحدہ پھل پایا جاتا ہے۔ کتنے ہی ایسے پھل ہیں کہ جن کو دنیا کے دوسرے علاقوں والے جانتے بھی نہیں۔ جنت میں پوری دنیا سے مومنین نے جانا ہے وہاں اہل جنت پوری دنیا کے تمام قسم کے پھل (بغیر کسی موسم کی قید کے کہ یہ فلاں موسم کا پھل ہے لہٰذا یہاں جنت میں نہیں ہے۔ نہیں) بلکہ وہ ہر وقت دستیاب پائیں گے۔ جنتیوں کو جو پھل ملیں گے وہ نام اور شکل شباہت کے اعتبار سے تو دنیاوی پھلوں سے ملتے جلتے ہوں گے لیکن ان کی خوشبو' ان کی خوش نمائی اور ان کی لذت و مزہ دنیا کے پھلوں سے ہزارہا درجہ اعلیٰ افضل اور بہتر ہو گا۔ اللہ کریم نے اس بات کا تذکرہ قرآن حکیم میں یوں کیا ہے' فرمایا:

> "اور اے رسول! جو لوگ اس کتاب پر ایمان لے آئیں اور (اس کے مطابق) اپنے عمل درست کر لیں انہیں خوشخبری دے دو کہ ان کے لئے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان باغات کے پھل شکل و صورت میں دنیا کے پھلوں سے ملتے جلتے ہوں گے جب کوئی پھل انہیں کھانے کو دیا جائے گا وہ کہیں گے کہ ایسے ہی پھل اس سے پہلے دنیا میں ہم کو دیئے جاتے تھے۔" (البقرہ ۲/۲۵)

قرآن مجید میں جنت کی کھجوروں' انگوروں' اناروں کیلوں اور بیروں وغیرہ کا ذکر تو نام لے کر کیا گیا ہے لیکن ان کے علاوہ بے انتہا پھلوں کی قسمیں ہوں گی جن کے متعلق ہم اب کچھ نہیں جانتے اور ان لذیذ پھلوں کو صرف جنت میں جا کر دیکھیں گے إن شاء الله کہ خاص طور پر جنتیوں کے لئے پیدا کیے گئے ہوں گے۔

جنتی جب چاہیں گے خواہ وہ کسی بھی حالت میں ہوں ان کو پھل حاصل کرنے میں کسی قسم کی کوئی روک ٹوک نہ ہو گی۔ اسی بات کا اشارہ قرآن نے یوں کیا ہے:

> "اور جنت کی چھاؤں ان پر جھکی ہوئی سایہ کر رہی ہو گی اور اس کے پھل ہر وقت ان کے بس (اختیار) میں ہوں گے۔" (الدھر: ۷۶/ ۱۳-۱۴)



امام ابن کثیرؒ تفسیر ابن کثیر میں لکھتے ہیں کہ جب کوئی جنتی پھل لینا چاہے گا تو پھل اس کے قریب آ جائے گا اور ٹہنی سے اس طرح لٹک آئے گا کہ گویا وہ سننے والا فرمانبردار ہے۔ جنتی اگر کھڑا ہو گا تو پھل اس کے ساتھ اوپر کو اٹھ جائیں گے اور اگر بیٹھے گا یا لیٹے گا تو اس کے ساتھ نیچے چلے آئیں گے۔ سبحان اللہ! کیا قدردانی کی ہے میرے مولا کریم نے مومنوں کی!! جنت کے پھل وافر مقدار میں استعمال یعنی کھانے کے نتیجے میں کم نہ ہوں گے اور نہ ہی ایسا ہو گا کہ اس پھل کا موسم ختم ہو گیا لہٰذا پھل بھی ختم۔ ایسا نہیں ہو گا بلکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں آدمی جب کوئی پھل توڑے گا تو فوراً اس کی جگہ (شاخ پر) دوسرا پھل آ جائے گا۔[1]

شاہی دستر خوان پر شاہی کھانوں کے مزے

دنیا میں تو جسم اور روح کا رشتہ قائم رکھنے کے لئے لازمی طور پر کچھ نہ کچھ کھانا پینا انسان کی مجبوری ہے اور پھر قضاء حاجت بھی اشد ضروری ہے اگر کھانے کے بعد حاجت نہ ہو تو انسان تکلیف کی بنا پر فوراً ڈاکٹروں اور حکیموں کی طرف دوڑ پڑتا ہے۔ اور کھانے پینے میں انسان مکمل طور پر آزاد نہیں۔ کسی کی طبیعت گرم ہے تو کسی کی سرد' کسی کی بلغمی تو کسی کی سوداوی۔ کسی کے لئے کوئی چیز منع ہے تو کسی کے لئے کوئی' اور پھر تمام انسان اپنے پیٹ کی اور جیب کی گنجائش کے مطابق ہی کھا سکتے ہیں قربان جائیں اللہ کریم کے کہ اس نے اپنے پیارے بندوں کو جنت میں ان تمام پابندیوں سے آزاد کر دیا ہے' جنتی چاہے کھائے چاہے نہ کھائے' جب چاہے کھائے' جتنا دل چاہے کھائے' جس چیز کو دل چاہے کھائے' جہاں سے چاہے کھائے' کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہو گی بلکہ حوریں خود طشتریوں میں انواع و اقسام کے شیریں میوے پیش کر کے عرض کریں گی کہ میرے سرتاج! میرے دل کے سرور! یہ تو کھا کر دیکھئے ...... یہ مشروب تو نوش جان کر کے دیکھئے' بہت مزہ آئے گا۔ جہاں یہ سب

---

[1] المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ۱۴۴۹ مسند البزار ۳۵۳۰ مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۴۱۴

رعنائیاں اور زیبائیاں و دلربائیاں ہوں گی اسی مقام کو تو "جنت" کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"متقی لوگ آج سایوں اور چشموں میں ہیں' اور جو پھل وہ چاہیں (ان کے لئے حاضر ہیں) کھاؤ اور پیو مزے سے' اپنے ان اعمال کے بدلے میں جو تم دنیا میں کرتے رہے' ہم اچھے کام کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔" (المرسلات: ۷۷/ ۴۱-۴۴)

ایک اور مقام پر رب العالمین اپنے نیک بندوں کے لئے پھلوں اور میووں کا تذکرہ یوں کرتے ہیں:

"اس وقت جس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا' وہ کہے گا: "لو دیکھو! پڑھو میرا نامہ اعمال' میں سمجھتا تھا کہ (مرنے کے بعد) مجھے ضرور اپنا حساب ملنے والا ہے۔ (اسی لئے میں رب کی نافرمانی سے بچتا رہا)۔ پس وہ دل پسند عیش میں ہو گا' عالی مقام جنت میں جس کے پھلوں کے گچھے جھکے پڑ رہے ہوں گے (ایسے لوگوں سے کہا جائے گا) مزے سے کھاؤ اور پیو اپنے ان اعمال کے بدلے میں جو تم نے گزرے ہوئے دنوں میں (دنیا میں) کئے ہیں۔" (الحاقہ: ۶۹/ ۱۹-۲۴)

ان ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی سدا بہار نعمتوں کے علاوہ عام خورد و نوش کا معاملہ اہل جنت کی مرضی پر منحصر ہو گا' جو ان کا دل چاہے طلب کریں اور کھائیں۔ کھانے میں عام گوشت پسند کریں' مٹن پسند کریں یا بیف یا گرم گرم گوشت کے کباب پسند کریں' یا پرندوں کا گوشت' ان کی ہر خواہش حسب منشا پوری کی جائے گی۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"ہم ان کو ہر طرح کے پھل اور گوشت جس چیز کو ان کا جی چاہے گا خوب دیتے چلے جائیں گے۔" (الطور: ۵۲/ ۲۲)

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

"اور وہ ان کے سامنے طرح طرح کے لذیذ پھل پیش کریں گے کہ جسے چاہے چن لیں اور پرندوں کے گوشت پیش کریں گے کہ جس پرندے کا چاہیں استعمال

کریں۔" (الواقعہ: ۵۶/ ۲۰۔۲۱)

پھر کھانے کے بعد جنت کی مہر بند شراب ان کو پیش کی جائے گی کہ جس کا ذائقہ اور خوشبو بہت دل پسند ہوگی اور اس کے پینے سے دنیاوی شراب کی طرح عقل و دماغ میں خرابی پیدا نہ ہوگی بلکہ فرحت و انبساط اور ترو تازگی کا احساس ہو گا۔ اسی شراب کا تذکرہ اللہ کریم قرآن میں فرماتے ہیں:

﴿ يَتَنَٰزَعُونَ فِيهَا كَأۡسٗا لَّا لَغۡوٞ فِيهَا وَلَا تَأۡثِيمٞ ۝٢٣ ﴾

(الطور ۵۲/ ۲۳)

"وہ ایک دوسرے سے جام شراب لپک لپک کر لے رہے ہوں گے جس میں نہ یاوہ گوئی ہوگی اور نہ بد کرداری۔"

بل کھاتی نہریں گنگناتی آبشاریں اور رواں دواں چشمے

جنت کہ جس کے معنی ہی باغ کے ہیں تو باغ کی خوبصورتی اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک اس میں نہر نہ ہو۔ آج بھی دنیا کے تمام بڑے پارکوں اور سبزہ زاروں میں لازمی طور پر نہریں بنائی گئی ہیں۔ تو اللہ کریم کی دلکش جنت میں بھی بل کھاتی رواں دواں نہریں ہیں کہ جن کا تذکرہ اللہ کریم نے قرآن میں ۵۰ سے زیادہ مرتبہ کیا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا: "یہ نہریں جنت الفردوس سے جاری ہوتی ہیں۔"[1]

قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے ان دودھ' شہد اور شراب کی نہروں کا تذکرہ بہت خوبصورت پیرائے میں کیا ہے' فرمایا:

"پرہیزگار لوگوں کے لئے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اس کی شان تو یہ ہے کہ اس میں نہریں بہہ رہی ہوں گی' نقرے (صاف شفاف اور بدبو سے پاک) پانی کی نہریں بہہ ہوں گی۔ ایسے دودھ کی جس کے مزے میں ذرا فرق نہ آیا ہو گا' نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ ایسی شراب کی جو پینے والوں کے لئے لذیذ ہوگی' نہریں بہہ رہی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب درجات المجاہدین حدیث ۲۶۳۷

ہوں گی' صاف شفاف شہد کی (نہریں بہہ رہی ہوں گی)۔ اس (جنت) میں ان کے لئے ہر طرح کے پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے بخشش۔" (محمد ۱۵/۴۷)

اس آیت کی روشنی میں چشم تصور سے جائزہ لیں کہ جنت کا وہ کس قدر حسین و جمیل اور دلکش منظر ہو گا کہ جب خوبصورت اور لاآویز خوشبوؤں والے پھولوں اور کلیوں سے اٹی ہوئی پہاڑیوں کے دامن میں دودھ شہد اور شراب کی بل کھاتی نہریں بہہ رہی ہوں گی اور اہل جنت ان کے کنارے اپنے محلات میں تختوں پر تکئے لگائے بیٹھے ہوں گے اور ان کی خدمت میں حور و غلمان باادب کھڑے ہوں گے اور وہ ٹھنڈے و شیریں مشروب و شراب کے جام نہروں سے بھر بھر کر نوش جان کر رہے ہوں گے اور ساتھ ساتھ ان کی زبانیں اپنے خالق کی عطا کردہ ان نعمتوں پر شکر و حمد کے ترانے بھی الاپ رہی ہوں گی اور وہ اٹھتے بیٹھتے الحمدللہ اور سبحان اللہ کے پاکیزہ کلمات سے اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بن رہے ہوں گے۔

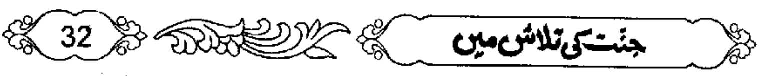
رسول اللہ نے ان نہروں کا تذکرہ ایک مقام پر یوں کیا کہ:

"بلاشبہ جنت میں شہد کا سمندر ہے' شراب کا سمندر ہے' دودھ کا سمندر ہے' پانی کا سمندر ہے' پھر ان سے نہریں نکالی جاتی ہیں (جو جنتوں میں سے بل کھاتی گھومتی ہوئی گزرتی ہیں)۔ [1]

اسی طرح نہروں کے ساتھ ساتھ جنت میں گنگناتی آبشاریں اور ٹھنڈے و شیریں پانی کے چشمے جگہ جگہ بہہ رہے ہوں گے۔ کہ جن کے پاس اہل جنت نے لطف اندوز ہونے کے لئے اپنے خیمے گاڑ رکھے ہوں گے اور خوش گپیوں میں مصروف ہوں گے۔ یہ وہ مناظر ہیں کہ جن کا صرف ذکر کیا جا سکتا ہے لیکن ان کی کشش اور کیفیت کا اندازہ یا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

---

[1] مسند امام احمد ج ۵ ص ۵۔ سنن ترمذی کتاب صفۃ الجنۃ باب ما جاء فی صفۃ انہار الجنۃ حدیث ۲۵۷۱ ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا۔ سنن الدارمی ج ۲ ص ۳۳۷ شیخ البانی نے بھی حدیث کو صحیح قرار دیا۔ ملاحظہ ہو صحیح الجامع الصغیر حدیث ۲۱۲۲



اس کا صرف جنتی ہی جنت میں جا کر لطف اندوز ہونے کے بعد ادراک کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت میں بہنے والے چشموں کا ذکر کئی جگہ قرآن مجید میں کیا ہے۔

چمکتے دمکتے ہیروں سے بنائے گئے محل

تو ابھی ذکر ہوا ہے جنت میں جنتیوں کے خیموں کا تو یہ خیمے دنیا کے خیمے جیسے نہ ہوں گے بلکہ اس طرح کے خیمے دنیا کے کسی بادشاہ کے پاس بھی نہ ہوں گے۔ رسول اللہ نے اس خیمے کی کچھ تفصیلات یوں بیان کی ہیں' آپ نے فرمایا:

"مومن کے لئے جنت میں ایک خیمہ ایسا ہو گا جو ہیرے کو اندر سے کھرچ کر بنایا گیا ہو گا۔ اس کی لمبائی ساٹھ میل ہو گی۔ اس خیمے میں مومن کی (دنیاوی بیویوں کے علاوہ) متعدد بیویاں (حوریں) بھی ہوں گی۔ وہ ہر ایک کے پاس جائے گا لیکن اس کے اہل خانہ آپس میں ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں گے۔"[1]

یعنی یہ مومن تو اس وسیع و عریض خیمہ نما محل میں اپنی سب حوروں کو دیکھے گا خواہ وہ محل کے کسی بھی کمرے یا حصے میں ہوں گی یا کہیں لان میں چہل قدمی کر رہی ہوں گی مگر یہ مومن کو نہ دیکھ پائیں گی کہ وہ محل کے کس کمرے میں' کس حور کے ساتھ ہے...... ہے دنیا کے کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کے پاس ساٹھ میل لمبا محل اور وہ بھی ایسا کہ ہیرے کو کھرچ کر بنایا گیا ہو؟ ہرگز نہیں ..... یہ صرف جنتی کی شان ہے کہ اس کو ایسا محل اللہ کی خوشنودی کے نتیجے میں ملے گا۔ إن شاء الله

اس کے علاوہ بھی جنتیوں کو بلند بالا کئی منزلہ خوبصورت محلات عطا کئے جائیں گے کہ ان محلات کی مختلف منزلوں میں بلندی پر بیٹھ کر وہ دور دور تک جنت کے حسین و دلفریب مناظر کا نظارہ کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کی ان حسین رہائش گاہوں کو غرف اور

---

[1] صحیح بخاری تفسیر سورۃ الواقعہ باب ۳۵۶ حدیث ۴۵۹۸۔ صحیح مسلم کتاب الجنۃ و صفۃ نعیمھا باب فی صفۃ خیام الجنۃ حدیث ۲۸۳۸

مساکن طیبہ اور بیت الحمد کے پیارے ناموں سے یاد کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"البتہ جو لوگ (دنیا میں) اپنے رب سے ڈر کر رہے ان کے لئے بلند آراستہ و پیراستہ عمارتیں (محلات) ہیں۔ منزل پر منزل بنی ہوئیں جن کے نیچے سے جنت کی نہریں بہہ رہی ہوں گی' یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ اللہ کبھی اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔" (الزمر ۳۹/۲۰)

دوسرے مقام پر کئی منزلہ عالی شان عمارتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے صبر کی بدولت اونچے مقام کی رہائش گاہوں پر ہوں گے۔" (الفرقان: ۲۵/ ۷۵)

مزید فرمایا:

"یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے ان کے عمل کی دوہری جزا ہے اور وہ بلند و بالا عمارتوں میں اطمینان سے رہیں گے۔" (سباء: ۳۴/ ۳۷)

اسی طرح اہل جنت کی رہائش گاہوں کو مساکن طیبہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"اللہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور ابدی قیام کی جنتوں میں بہترین گھر تمہیں عطا فرمائے گا۔" (الصف: ۶۱/ ۱۲)

جنت میں عطا ہونے والے بنگلے محل کوٹھیاں یا محلات کچھ بھی کہہ لیں کس قدر شاندار نفیس اور شفاف ہوں گے۔ اس کی وضاحت رسول مکرم ﷺ نے یوں فرمائی' فرمایا:

"جنت کی بلند و بالا رہائش گاہیں ایسی ہوں گی کہ اندر سے باہر نظر آئے گا اور باہر سے اندر نظر آئے گا۔"[1]

---

[1] مسند امام احمد ص ۱۷۳' استاد احمد محمد شاکر نے حدیث کو صحیح قرار دیا۔ حدیث ۶۶۱۵۔ سنن الترمذی کتاب البر والصلۃ باب ماجاء فی قول المعروف حدیث ۱۹۸۴

جنت میں جنتیوں کے درجے دنیا میں ان کے اعمال کی نسبت ہوں گے۔ جس قدر کسی کے اعمال اعلیٰ اور زیادہ ہوں گے ان کا اتنا ہی درجہ بلند ہو گا۔ یہ اہل غرف یعنی بلند و بالا عمارتوں میں رہنے والے عام اہل جنت سے بہت ہی زیادہ اونچے اور عالی شان مقام پر ہوں گے۔ رسول اللہ نے ان کے بارے میں فرمایا:

"عام اہل جنت بلند عمارتوں والوں کو اپنے اوپر دور سے اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم بہت دور ڈوبنے والے ستارے کو مشرق یا مغرب میں دیکھتے ہو۔"[1]

اس سے جنت کے حسین و دلکش مناظر اور اس کی وسعت کا بھی پتہ چلتا ہے۔ ان محلات و خیموں میں یا سبزہ زاروں میں اہل جنت جن بچھونوں پر بیٹھیں گے ان کا ذکر بھی قرآن نے کیا ہے۔ مختصراً قرآن نے یوں نقشہ کھینچا ہے:

"جنتی لوگ ایسے بچھونوں پر تکیے لگا کر بیٹھیں گے جن کے استر دبیز ریشم کے ہوں گے۔" (الرحمٰن: ۵۵/ ۵۴)

اسی سورت میں ذرا آگے چل کر اللہ کریم فرماتے ہیں:

"وہ جنتی سبز قالینوں اور نفیس و نادر فرشوں (بچھونوں یا غالیچوں) پر تکیے لگا کے بیٹھیں گے۔" (الرحمٰن: ۵۵/ ۷۶)

جنتیوں کے عیش و آرام اور شان کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے مزید فرمایا:

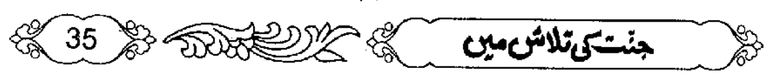
"اس (جنت) کے اندر اونچی مسندیں ہوں گی (جہاں) ساغر رکھے ہوئے ہوں گے گاؤ تکیوں کی قطاریں لگی ہوں گی اور نفیس بچھونے بچھے ہوئے ہوں گے۔"

(الغاشیہ: ۸۸/ ۱۳۔۱۶)

سبحان اللہ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے مرصع تخت اور اونچی مسندوں کا خاص طور پر ذکر فرمایا ہے۔ اہل جنت جن تختوں یا مسہریوں پر جلوہ افروز ہوں گے۔ وہ ہیرے جواہرات سے سجی ہوئی ہوں گی اور خوبصورت نقش و نگار ان کی خوبی میں مزید اضافہ کر رہے

---

[1] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ما جاء فی صفۃ الجنۃ حدیث ۳۰۸۳



ہوں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اہل جنت مرصع و منقش تختوں پر تکئے لگائے آمنے سامنے بیٹھیں گے۔" (الواقعہ: ۱۵/۵۶-۱۶)

اسی بات کو اللہ رب العزت نے سورت الغاشیہ میں بھی بیان کیا ہے' فرمایا:

"وہ آمنے سامنے بچھے ہوئے تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔" (الطور:۲۰)

اہل جنت کی اسی مجلسی زندگی اور ان کی محفلوں بھری حیات جاودانی کو اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر یوں بیان کیا ہے' فرمایا:

"وہاں وہ اونچی مسندوں پر تکئے لگائے بیٹھے، ہوں گے۔" (الدھر:۷۶/ ۱۳)

ہیروں اور موتیوں کے زیور

دنیا میں رؤساء بادشاہ' امراء' سردار نواب اور نوابزادے دوسرے لوگوں سے اپنے آپ کو ممتاز اور اونچا ثابت کرنے کے لئے زیور پہنتے ہیں۔ اسی طرح اللہ کریم بھی جنت میں اپنے نیک و فرمانبردار بندوں کو زیور سے آراستہ و پیراستہ کر کے ممتاز کریں گے۔ اسی بات کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں متعدد مقامات پر کیا ہے۔ ملاحظہ ہوں چند مقامات' فرمایا:

"وہاں وہ سونے کے کنگنوں سے آراستہ کئے جائیں گے۔" (الکھف ۳۱/۱۸)

مزید فرمایا:

"وہاں وہ سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے آراستہ کئے جائیں گے اور ان کے لباس ریشم کے ہوں گے۔" (الحج:۲۲/ ۲۳)

اور ایک جگہ مزید وضاحت سے بیان فرمایا کہ:

"ہمیشہ رہنے والی جنتیں ہیں جن میں یہ لوگ داخل ہوں گے' وہاں انہیں سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے آراستہ کیا جائے گا وہاں ان کا لباس ریشم کا ہو گا۔" (فاطر:۳۵/ ۳۳)

سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے آراستہ کرنے کے علاوہ انہیں چاندی کے کنگنوں



سے بھی زیب و زینت بخشی جائے گی تاکہ جب اور جونسا زیور چاہیں استعمال کریں۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اور ان جنتیوں کو چاندی کے کنگن (بھی) پہنائے جائیں گے۔" (الدھر:۷۶/۲۱)

سونے چاندی کے کنگنوں کے علاوہ خاص طور پر مومن کی وضوء والی جگہوں پر بھی زیور سجایا جائے گا اور یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے پیارے بندوں پر خاص فضل و کرم اور پیار کا ایک والہانہ انداز ہو گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مومن کا زیور وہاں تک ہو گا جہاں تک اس کا وضوء ہو گا۔"[1]

یعنی جہاں تک وضوء کرتے ہوئے وضو کا پانی پہنچتا ہو گا۔

اہل جنت کے خادم غلمان جنت

جہاں جنتیوں کے لئے اور بہت سے لوازمات ہوں گے وہاں ہی ایسے کمسن غلمان خادم بھی ہوں گے جو ہر وقت ان کی خدمت میں مصروف و مشغول ہوں گے۔ وہ ہر وقت ان کی خدمت اور حکم کی بجا آوری کے لئے حاضر باش ہوں گے۔ وہ انتہائی خوبصورت اور دلربا ہوں گے کہ جیسے ہیرے اور موتی بکھرے پڑے ہوں۔ انہی کے متعلق قرآن نے کہا:

"ان کی خدمت کے لئے ایسے لڑکے دوڑے پھر رہے ہوں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے تم انہیں دیکھو تو سمجھو کہ موتی ہیں جو بکھیر دیئے گئے ہیں۔"

(الدھر:۷۶/۱۹)

مزید ارشاد فرمایا:

"ان کی مجلسوں میں ابدی لڑکے (جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے) شراب چشمہ جاری سے لبریز پیالے اور کنٹر و ساغر لئے دوڑتے پھرتے ہوں گے۔" (الواقعہ: ۵۶/۱۷۔۱۸)

---

[1] صحیح مسلم کتاب الطہارہ باب تبلغ الحلیۃ حیث یبلغ الوضوء حدیث ۲۵۰

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

"اور ان کی خدمت میں وہ لڑکے دوڑے پھر رہے ہوں گے جو انہیں (کی خدمت) کے لئے مخصوص ہوں گے۔ ایسے خوبصورت کہ جیسے چھپا کر رکھے گئے موتی ہوں۔" (الطور:۵۲/۲۴)

رسول اللہ نے جنتی کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"سب سے کم درجے والے جنتی کے اسی ہزار خادم ہوں گے۔"[1]

سبحان اللہ! یہ شان بے نیازی ہے میرے مولا کی کہ جس نے اس سے وفا کی اس نے اس کی قدر کی جس طرح قدر کرنے کا حق ہے۔ اسی ہزار خادموں سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جنتی گویا اپنی سلطنت میں بادشاہ ہو گا اور یہ اس کی رعایا یا حکم کے پابند۔ اور اس ادنی جنتی کو کس قدر وسیع جنت ملی ہوگی!! کہ جس کے اندر یہ ان پر حکومت کر رہا ہو گا!! اللہ اکبر

یہ اللہ کریم و رحیم کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اپنے موحد بندوں پر کہ جنھوں نے دنیا میں اسی سے اپنی لو لگائے رکھی اور اس کی محبت میں ساری دنیا سے ٹکر لے کر توحید کی شمع کو روشن کئے رکھا۔

زندگی کا جیون ساتھی جنت میں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "دنیا میں انسان جو بہترین خزانہ جمع کرتا ہے اس میں سے بہترین خزانہ اس کی نیک اور صالح بیوی ہے۔" تو جنت میں بھی جنتیوں کا بہترین خزانہ ان کی نیک بیویاں ہوں گی' جو ایک نئی شکل و صورت میں ان کو دوبارہ مل جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ کی کرم فرمائی ان پر یہ بھی ہو گی کہ وہ جنت میں ان کے خاندان کے تمام نیک مرد' عورتوں' بچوں کو ان کے ساتھ جنت میں ایک جگہ اکٹھا فرما دیں گے۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ یوں بیان

---

[1] مسند امام احمد ج ۳ ص ۷۶۔ سنن الترمذی کتاب الجنتہ باب ۲۳ حدیث ۲۵۲ الموارد فی ترتیب ابن حبان حدیث ۲۶۳۸

فرماتے ہیں:

"ایسے باغ جو ان کی ابدی قیام گاہ ہوں گے وہ خود بھی ان میں داخل ہوں گے اور ان کے آباؤ اجداد اور ان کی بیویاں اور ان کی اولاد میں سے جو صالح ہیں وہ بھی ان کے ساتھ وہاں جائیں گے۔" (الرعد: ۲۳/۱۳)

کسی جنتی کی بیوی اگر نیک و متقی ہوئی تو اسے جنت میں اس کے ساتھ حوروں کی سردار بنا کر رکھا جائے گا البتہ جو لوگ پہلے گروہ میں جنت میں جائیں گے انہیں دو دو بیویاں ملیں گی' رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: "ان میں سے ہر ہر فرد کی دو دو بیویاں ہوں گی۔"[1]

ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورہ واقعہ میں فرمایا:

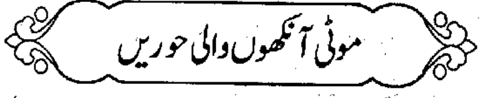
"ان (جنتیوں) کی بیویوں کو ہم خاص طور پر نئے سرے سے پیدا کریں گے اور انہیں کنواریاں بنا دیں گے (وہ) اپنے شوہروں کی عاشق اور ہم عمر (ہوں گی) (الواقعہ: ۳۷'۳۵/۵۶)

جنت میں جانے والی ہر عورت خواہ مرنے سے پہلے شادی شدہ ہو یا بوڑھی ہو کر مرگئی ہو جب جنت میں جائے گی تو (۱) کنواری ہوگی (۲) عاشق مزاج ہوگی (۳) اور خاوند کی ہم عمر ہو گی۔

اس بات کو اللہ تعالیٰ نے سورہ نباء میں یوں بیان فرمایا ہے:

﴿ وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا ﴿٣٣﴾ ﴾ (نبا۷۸/ ۳۳)

"اور نوخیز ہم عمر لڑکیاں۔" (نبا۷۸/ ۳۳)

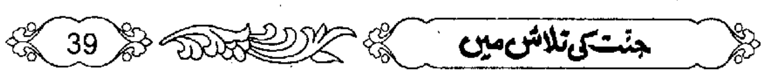


موٹی آنکھوں والی حوریں

مذکورہ دو بیویوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنین کو ستر موٹی اور نشیلی آنکھوں

---

[1] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی صفۃ الجنۃ حدیث ۳۰۷۴۔ صحیح مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا باب اول زمرۃ تدخل الجنۃ حدیث ۲۸۳۴۔



والی حوریں بھی ملیں گی۔ یہ حوریں جنت میں ہیرے کے تراش کر اور کھرچ کر بنائے گئے محلات میں رہیں گی اور باغات چشموں' نہروں اور آبشاروں کے نظاروں میں مومنین کے ساتھ ہوں گی۔ جنتی اپنے تخت پر براجمان ہو گا' غلمان جنت (خوبصورت خادم لڑکے) خدمت کے لیے حکم کے منتظر رہیں گے اور شرمیلی سی' بھرپور مسکراہٹ والی' گہری سیاہ پتلیوں پر مشتمل موٹی آنکھوں والی' خوبصورت جنتی لباس زیب تن کیے ہوئے یہ حوریں جنتی مومن کا ہر طرح سے جنت میں خیال رکھیں گی۔ اس کی دلداری کریں گی اور اس کے ناز نخرے اٹھائیں گی۔ اس سے شدید محبت و عشق کرنے والی ہوں گی۔ نرم و نازک اور خوبصورت سڈول جسموں والی بہتر حوریں ہر مومن کو اللہ کریم کی طرف سے تحفے میں ملیں گی۔ اس کے متعلق رحمت دو عالمؐ نے فرمایا:

"جنت میں سب سے کم مقام والے جنتی کو اسی ہزار خادم اور بہتر (۷۲) بیویاں (حوریں) ملیں گی"[1]

ان حوران جنت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں مختلف جگہ فرمایا:

"خیموں میں ٹھہرائی ہوئی حوریں ہوں گی۔" (الرحمٰن: ۵۵/ ۷۲)۔

مزید فرمایا:

"اور ان کے لیے خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہوں گی ایسی حسین جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔" (الواقعہ: ۵۶/ ۲۲' ۲۳)

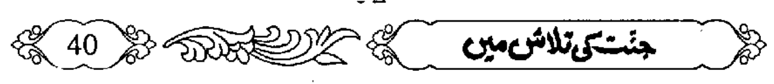
پھر جنتی مومنین کی حوروں سے شادی کرنے کے متعلق فرمایا:

"اور ہم نے گوری گوری آہو چشم عورتیں ان سے بیاہ دیں۔" (الدخان: ۴۴/ ۵۴)

اور ان حوروں کی اضافی خوبی یہ ہو گی کہ ان کو جنتیوں سے قبل کسی انسان اور جن نے

---

[1] مسند امام احمد ج ۳ ص ۷۶۔ سنن ترمذی کتاب الجنۃ باب ۲۳۔ حدیث ۲۵۶۲۔ صحیح ابن حبان بحوالہ الموارد حدیث ۲۶۳۸۔ یہاں یہ اختلاف بھی پایا جاتا ہے کہ عام آدمی کو دو جبکہ شہید مجاہد کو بہتر ۷۲ حوریں ملیں گی یعنی بہتر ۷۲ حوریں ملنے کا اعزاز صرف شہید کو ملے گا واللہ تعالیٰ اعلم واصوب۔



چھوا تک نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ﴿٧٤﴾ ﴾ (الرحمن ٥٥/ ٧٤)

"ان جنتیوں سے پہلے کبھی کسی انسان یا جن نے ان کو چھوا نہ ہو گا۔" (الرحمٰن:۵۵/ ۷۴)۔

یہ بہترین نسوانی خوبیوں سے آراستہ و پیراستہ ہوں گی یعنی خوش اخلاق' خوش گفتار' خوش اطوار' نسوانی جذبات سے مالا مال شوہروں کو عاشق اور ان کا دل لبھانے والیاں' شرمیلی اور ان کے دل بہلانے کی ہر ہر ادا سے واقف ہوں گی۔

جنت کی خاتون کے محاسن بیان کرتے ہوئے کہ وہ کیسی ہو گی آپ ﷺ نے فرمایا:

"اگر جنت کی کوئی خاتون زمین کی طرف جھانک کر بھی دیکھ لے تو جنت سے زمین تک روشنی ہی روشنی پھیل جائے اور خوشبو کی بہار آ جائے اور اس کے سر کا دوپٹہ دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے"[1]

ان ہی کے متعلق اللہ تعالیٰ سورہ الرحمٰن میں فرماتے ہیں:

"ان نعمتوں کے درمیان شرمیلی نگاہوں والیاں ہوں گی جنہیں ان جنتیوں سے پہلے کسی انسان یا جن نے چھوا نہ ہو گا" (الرحمٰن ۵۵/ ۵۶)

ان کی مزید خوبیاں بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ﴿ لَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ﴾ (کی تفسیر میں) فرمایا: "(جنت کی بیویاں) حیض' حوائج' ضروریہ' نجاست اور تھوک سے پاک ہوں گی۔"[2]

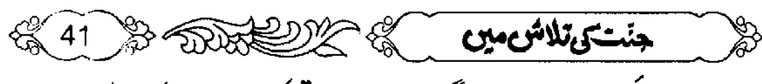
"پاکیزہ بیویوں" کی تفسیر میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور مجاہد رحمہ اللہ اور متعدد اہل تفسیر کہتے ہیں کہ:

"ان (جنت کی بیویوں) عورتوں کو نہ حیض آئے گا اور نہ نفاس میں مبتلا ہوں گی اور

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الحور العین حدیث ۲۶۴۳۔

[2] المستدرک حاکم للحاکم بروایت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ



نہ ہی حوائج ضروریہ لاحق ہوں گے اور نہ ہی ان کا تھوک یا نزلہ بہے گا۔"[1]

نشاط و انبساط کے لمحات

اللہ کریم چونکہ ہر جنتی کو ۷۲ بیویاں اور حوریں عنایت فرمائیں گے تو اسی اعتبار سے یا اس سے بھی زیادہ اس کے جسم میں قوت مردانہ پیدا فرما دیں گے۔ کہ جس سے وہ ان عورتوں کو جنسی لطف مہیا کر سکے گا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: "کیا ہم جنت میں اپنی بیویوں سے جماع کر سکیں گے؟" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا:

"جنتی آدمی (میں اس قدر قوت ہو گی کہ) ایک دن میں سو کنواری عورتوں کی ضرورت پوری کر سکے گا"[2]

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

"مومن کو جنت میں بہت زیادہ قوت جماع عنایت ہو گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کیا وہ اسے برداشت کر سکے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس کے پاس سو آدمیوں کی طاقت ہو گی۔"[3]

یہ طاقت جنت کی وافر اور صحت مند غذا کھانے کی بنا پر حاصل ہو گی۔ اسی بات کی نشاندھی کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے۔ اہل جنت میں

---

[1] تفسیر طبرانی اور امام سیوطی کی تفسیر الدر المنثور۔ آیت ﴿ ولهم فيها ازواج مطهرة ﴾ کی تفسیر میں۔

[2] صفۃ الجنۃ لابی نعیم حدیث ۳۷۳۔ المعجم الصغیر للطبرانی حدیث ۷۹۵۔ شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا۔ ملاحظہ کریں سلسلہ۔ احادیث الصحیحۃ حدیث ۳۶۷۔

[3] سنن الترمذی کتاب صفۃ الجنۃ باب فی صفۃ جماع اہل الجنۃ ۔ حدیث ۲۵۳۶ حدیث صحیح ہے ملاحظہ ہو الجامع الصغیر للشیخ البانی حدیث ۸۱۰۶۔



سے ہر آدمی کو کھانے پینے جماع اور شہوت میں سو آدمیوں کے برابر طاقت دے دی جائے گی"[1]

اس بات کی طرف اور اہل جنت کے حوروں کے ساتھ شغل کے متعلق قرآن میں ارشاراتاً بتایا گیا ہے:

﴿إِنَّ أَصْحَٰبَ ٱلْجَنَّةِ ٱلْيَوْمَ فِى شُغُلٍ فَٰكِهُونَ ۝٥٥﴾

"آج کے دن جنتی مزے کرنے میں مصروف ہوں گے۔" (یٰسین: ۳۶/۵۵)۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے عکرمہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ (اس آیت سے مراد ہے کہ): "اہل جنت آج کے دن کنواری عورتوں سے شغل خاص فرما رہے ہوں گے"[2]

شاہانہ وفاخرانہ لباس

جنت میں جنتیوں کو اللہ تعالیٰ ایسے لباس عطا فرمائیں گے کہ جو کبھی کسی بادشاہ نے بھی خواب میں نہ دیکھے ہوں۔ جنتیوں کے لباس کا تذکرہ بھی اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں کیا ہے۔ دو مقامات ملاحظہ ہوں' اللہ کریم سورہ الکہف میں فرماتے ہیں:

"جنتی بہشت میں (کہ جس کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہوں گی) باریک اطلس و دیبا کے سبز کپڑے پہنیں گے اور اونچی مسندوں پر تکیہ لگا کر بیٹھیں گے۔" (الکہف: ۳۱/۱۸)

دوسرے مقام پر فرمایا:

"متقی لوگ امن کی جگہ میں ہوں گے باغوں اور چشموں میں حریر (باریک ریشم) و دیبا (موٹا اور بھاری ریشم) کے لباس پہنے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے' یہ ہوگی ان

---

[1] مسند امام احمد ج ۴ ص ۳۶۷ و ص ۳۷۱' المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ۵۰۰۵' ۵۰۰۶

[2] ملاحظہ کریں تفسیر ابن جریر الطبری اور الدر المنثور للسیوطی۔



کی شان۔" (الدخان: ۴۴/ ۵۱' ۵۴)۔

حریر و ریشم کے یہ شاندار لباس روزانہ نئے سے نئے نظر آئیں گے بوسیدہ اور پرانے نہ ہوں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جسے جنت مل گئی وہ ہمیشہ نعمتوں میں ہو گا اور کبھی محروم نہیں ہو گا' نہ اس کے پوشاک (لباس) پرانے ہوں گے اور نہ ہی اس کی جوانی ڈھلے گی۔"[1]

ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ہر جنتی کی دو بیویاں حوروں میں سے ہوں گی۔ ہر بیوی پر ستر (۷۰) پوشاک ہوں گے۔ جس طرح سفید کانچ کے پیچھے سے سرخ شراب صاف نظر آتی ہے۔ اسی طرح ان (حوروں) کے گوشت اور پوشاکوں کے پیچھے سے ان کی پنڈلیوں کی مخ (گودہ) نظر آئے گی۔"[2]

حقیقت یہ ہے کہ جنت میں مہیا کیے جانے والے شاہانہ لباسوں کا حال اور کیفیت بیان کرنا ممکن نہیں۔ آئے روز نت نئے خوبصورت باوقار اور شاندار و عالی شان لباس اہل جنت کو پہننے کے لیے ملیں گے۔ یہ لباس کس قدر نرم ملائم اور دلکش ہوں گے۔ اس کی ایک ہلکی سی جھلک اس حدیث میں ملاحظہ فرمائیں:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ "دومۃ الجندل" نامی شہر کے حکمران کے تحفے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ کو ایک ریشمی جبہ ھدیہ (تحفہ) میں ملا۔ آپ ﷺ ریشم کے استعمال سے منع فرماتے تھے۔ لوگوں کو اس جبہ کی خوبصورتی بہت پسند آئی۔ (یہ صورت حال دیکھ کر اس موقع پر) آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے

---

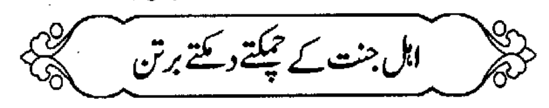
[1] صحیح مسلم کتاب صفۃ الجنۃ باب دوام نعیم اہل الجنۃ حدیث ۲۸۳۶۔

[2] المعجم الکبیر للطبرانی ج ۱۰ ص ۱۹۸ حدیث ۱۰۳۲۱ امام الہیثمی نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ملاحظہ ہو مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۴۱۸

قبضہ میں میری جان ہے' جنت میں سعد بن معاذ کے تولیے اور رومال اس سے کہیں زیادہ خوبصورت ہیں۔"[1]

صحیح مسلم کی ایک اور روایت میں ((خَيْرٌ مِنْهَا وَ الْيَنُ)) یعنی "زیادہ بہتر اور زیادہ ملائم و گداز" کے الفاظ آئے ہیں۔

اندازہ لگائیں کہ اہل جنت کے تولئے فانی دنیا کے بادشاہ اور حکمرانوں کے لباس سے کہیں زیادہ نفیس' ملائم اور خوبصورت و دلکش ہوں تو پھر اہل جنت کا لباس کس قدر خوبصورت اور عالی شان ہو گا۔ کیوں نہ اس کے لئے کوشش کی جائے۔



اہل جنت کے چمکتے دمکتے برتن

اہل جنت کے حضور حور و غلمان جن برتنوں میں مشروبات و ماکولات اور پھل وغیرہ پیش کریں گے وہ برتن اللہ تعالیٰ نے قیمتی ترین دھاتوں یعنی سونے چاندی کے بنائے ہیں اور وہ نہایت خوش نما اور خوبصورت ہوں گے۔ جو جنتیوں کی اعلیٰ معیار زندگی کا پتہ دے رہے ہوں گے۔ اہل جنت کو مہیا کئے جانے والے برتنوں کا تذکرہ بھی اللہ رب العزت نے قرآن میں یوں کیا ہے۔ فرمایا:

"ان کے آگے سونے کے تھال اور ساغر گردش کرائے جائیں گے۔" (الزخرف: ۴۳/۷۱)۔

مزید فرمایا:

"جنت میں متقیوں کے آگے چاندی کے برتن اور شیشے کے پیالے گردش کرائے جا رہے ہوں گے۔ شیشے بھی وہ کہ جو چاندی کی قسم کے ہوں گے اور ان کو ٹھیک اندازے کے مطابق بھرا ہو گا۔" (الانسان: ۷۶/۱۵'۱۶)

---

[1] صحیح البخاری کتاب الھبۃ' باب قبول الھدیۃ من المشرکین حدیث ۲۶۱۵۔ صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب من فضائل سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ۲۴۶۹۔

متعدد صحابہ نے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ: "یہ برتن چاندی کی دھات کے بنے ہوں گے لیکن چمک دمک اور شفافیت میں شیشے جیسے ہوں گے"

جنت کے برتنوں اور اس کے علاوہ جنتیوں کے زیر استعمال اشیاء کا تذکرہ کرتے ہوئے رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

"دو جنتیں سونے کی ہوں گی۔ جو کچھ ان میں ہو گا سب کا سب سونے کا بنا ہو گا۔ اور دو جنتیں چاندی کی ہوں گی۔ ان کے برتن اور جو سامان ان دونوں جنتوں میں ہو گا سب چاندی ہی کا بنا ہو گا۔"[1]

بلکہ ایک حدیث میں تو رسول اللہ ﷺ نے یہاں تک فرمادیا کہ: "اہل جنت کی کنگھیاں تک سونے کی ہوں گی۔"[2]

جنت میں ہوائی سفر

جنت میں رہتے ہوئے اگر مومن کے دل میں یہ آرزو پیدا ہو کہ اسے فلاں جگہ جانا چاہیے یا دنیا میں میرا فلاں دوست تھا' عزیز تھا لہٰذا اس سے ملنے کے لیے اس کے پاس چلنا چاہیے اور پرانی یادیں تازہ کرنی چاہئیں اور عقیدہ توحید کی بنا پر جو سختیاں اور تکلیفیں دنیا میں جھیلیں ان کا اور ان کے بدلے میں اللہ کی عطا کردہ نعمتوں پر شکر پر مبنی تبادلہ خیال کرنا چاہیے یعنی جب وہ کہیں جانا چاہے گا اور کسی جنتی مومن دوست احباب سے ملنے کے لیے اس کا دل چاہے گا تو اس کے لیے اسے مادی واسطے اور سواریوں وغیرہ کا محتاج نہ ہونا پڑے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو ایسی قوت عطا فرمادیں گے کہ وہ جہاں چاہے گا آنکھ جھپکتے میں وہاں پہنچ جائے گا۔ لیکن اس کے باوجود اگر کسی جنتی کو گھوڑے' گاڑی یا سواری کی طلب ہو' خواہش ہو تو وہ اس

---

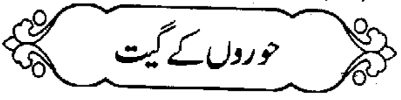
[1] صحیح البخاری کتاب التفسیر باب و من دونہما جنتان حدیث ۴۵۹۷۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات رویۃ المومنین فی الآخرۃ حدیث ۱۸۰۔ [2] صحیح مسلم کتاب الجنۃ و صفۃ نعیمہا باب اول زمرۃ حدیث ۲۸۳۴۔



کی خواہش فوراً پوری ہو گی۔ اس کی نشاندہی رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں یوں فرمائی' فرمایا:

"ایک آدمی نے نبی ﷺ سے دریافت کیا: "کیا جنت میں گھوڑا ہو گا؟" آپ ﷺ نے جواباً فرمایا: "اگر اللہ تعالیٰ نے تجھے جنت میں داخل کر دیا اور پھر تیرا گھوڑے پر سواری کا ارادہ ہوا تو سرخ یاقوت کا گھوڑا ملے گا۔ جنت میں جہاں چاہو گے تجھے اڑا کر لے جائے گا۔"[1]

دنیا کے بہترین سے بہترین جہاز اور سواریاں تو دھاتوں کے بنے ہوتے ہیں' دھواں بھی دیتے ہیں بدبو بھی' شور شرابا بھی' تباہ بھی ہوتے ہیں اور جہاں ذرا سا مسئلہ بنا خراب ہوئے اور چلنے کے قابل نہ رہے۔ اور پھر ہر وقت ایندھن کے محتاج رہتے ہیں۔ لیکن اللہ کریم کی مہیا کردہ یہ سواری ملاحظہ کریں کہ جس کی خوبصورتی کا عالم یہ ہے کہ دنیا کے قیمتی ترین موتی سرخ یاقوت کا بنا ہو گا' سرخ یاقوت جگمگ جگمگ روشنیاں بکھیرتے ہوئے چمک رہے ہوں گے اور اہل جنت کو فضاؤں میں جنتوں کی سیر کرواتا پھرے گا۔ مذکورہ بالا دنیاوی سواریوں والی کوئی خامی بھی اس میں نہ ہو گی' اور نہ ہی وہ کسی فنی خرابی موسمی تغیر' ایندھن کی کمی' اوور ہالنگ کا محتاج ہو گا۔ یہ تمام کرم فرمائیاں اللہ کی طرف سے جنتیوں سے پیار کی علامت ہیں۔



حوروں کے گیت

جنت میں جہاں جنتیوں کے اور بھی مشاغل ہوں گے وہاں ایک محفل خاص طور پر منعقد ہوا کرے گی جس میں حوریں اپنے جنتی خاوندوں کو غزلیں سنایا کریں گی۔ کیا سماں ہو گا جب محفل سماع و غناء کا مقام "جنت" ہو اور سننے والے جنتی ہوں اور غزل کہنے والی موٹی آنکھوں والی نرم نازک نازنین جنت' میٹھی سریلی اور پرسوز آواز والی جنت کی "حور" ہو ......!! حوروں کے ان گیتوں اور غزلوں سے اہل جنت خوب لطف اندوز ہوں گے اور سرورو

---

[1] سنن الترمذی کتاب الصفۃ الجنۃ باب فی صفۃ خیل الجنۃ حدیث ۲۵۴۳۔ مسند امام احمد ج ۵ ص ۳۵۲۔

مستی کا کیف اٹھائیں گے۔ حوروں کی ایک غزل کے چند مصرعے بھی رسول اللہ ﷺ نے بتائے' فرمایا:

إِنَّ الْحُوْرَ يُغَنِّيْنَ فِي الْجَنَّةِ
نَحْنُ الْحُوْرُ الْحِسَانُ خُلِقْنَ لِأَزْوَاجٍ كِرَامٍ

"جنت میں حوریں گائیں گی اور کہیں گی: "ہم سراپا حسن و جمال حوریں ہیں' نیک اور کریم النفس خاوندوں کے لیے پیدا کی گئی ہیں"" [1]

ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے حوروں کے ترانے کے چند مصرعے مزید بتائے ہیں اور ان کے ترانے کو قدرے تفصیل سے بیان کیا ہے' فرمایا:

إِنَّ أَزْوَاجَ أَهْلِ الْجَنَّةِ لَيُغَنِّيْنَ أَزْوَاجَهُنَّ بِأَحْسَنِ أَصْوَاتٍ سَمِعَهَا أَحَدٌ قَطُّ وَإِنَّ مِمَّا يُغَنِّيْنَ بِهِ:

"نَحْنُ الْخَيْرَاتُ الْحِسَانُ أَزْوَاجُ قَوْمٍ كِرَامٍ يَنْظُرْنَ بِقُرَّةِ أَعْيَانٍ" وَإِنَّ مِمَّا يُغَنِّيْنَ بِهِ:

نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا يَمُتْنَهْ نَحْنُ الْآمِنَاتُ فَلَا يَخَفْنَهْ
نَحْنُ الْمُقِيْمَاتُ فَلَا يَظْعَنَّهْ

"اہل جنت کی بیویاں (حوریں) اپنے خاوندوں کو خوش کرنے کے لیے گائیں گی اور ایسی خوبصورت آواز کے ساتھ گائیں گی کہ کسی نے ایسی آواز (اس سے پہلے کبھی نہ) سنی ہو گی۔ ان (کی غزل و گیت) کے بول یوں ہوں گے:

"ہم بہت خوب سیرت اور خوب صورت ہیں' بہت ہی عمدہ لوگوں کی بیویاں ہیں کہ (ہمارے لیے (جن کا دیدار ہماری) آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔"

اور یوں بھی گائیں گی:

---

[1] صفة الجنة لابی نعیم حدیث ۴۳۲ کنز العمال۔ مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۴۱۹۔ پر ذکر کرنے کے بعد امام الہیثمی نے سند کو تسلی بخش قرار دیا ہے۔

"ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں، ہمیں موت نہیں آئے گی۔ ہم امن و سکون فراہم کرنے والی ہیں۔ ہم سے کسی قسم کا اندیشہ نہیں، ہم ساتھ نبھانے والی ہیں، (اپنے دلداروں سے) کبھی چھوڑ کر نہیں جائیں گی۔"[1]

بازار جنت اور حسن کے سودے

دنیا میں بھی بازار لگتے ہیں جہاں خرید و فروخت ہوتی ہے۔ جنت کی دلچسپیوں میں اضافہ کے لیے جنت میں ایک جمعہ بازار لگایا جائے گا جہاں اہل جنت سودائے حسن کریں گے۔ جنت میں سجائے جانے والے بازاروں کے متعلق ترمذی اور ابن ماجہ میں احادیث آتی ہیں لیکن یہاں صرف ایک حدیث درج کی جاتی ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جنت میں ایک بازار ہے۔ اہل جنت ہر جمعہ کو وہاں جایا کریں گے۔ جس وقت یہ لوگ بازار میں آئیں گے تو شمالی ہوا چل کر ان کے چہروں اور کپڑوں پر قسم قسم کی خوشبوئیں چھڑک دے گی۔ اور اس ہوا کی خاص تاثیر یہ ہوگی کہ اس ہوا کے لگنے کے بعد جنتی لوگ پہلے سے زیادہ خوبصورت اور حسین و جمیل ہو جائیں گے۔ اور جب یہ لوگ یہاں سے فارغ ہو کر واپس اپنے (محلات میں) اہل خانہ (بیویوں اور حوروں) کے پاس آئیں گے تو گھر والے (ان کو دیکھتے ہی) تعجب سے کہیں گے "آپ کے یہاں سے جانے کے بعد تو آپ کی خوبصورتی میں بہت ہی اضافہ ہو گیا ہے" (اس کی وجہ کیا ہے؟) یہ لوگ اپنے اہل خانہ سے مخاطب ہو کر کہیں گے: "اللہ کی قسم! ہماری عدم موجودگی میں تمہارا حسن و جمال بھی بے حد دلکش ہو گیا ہے (یعنی تمہارے حسن و جمال اور خوبصورتی میں بھی بے حد اضافہ ہو گیا

---

[1] المعجم الصغیر للطبرانی حدیث ۷۳۴ مجمع الزوائد للہیثمی ج ۱۰ ص ۴۱۹۔ الشیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا۔ ملاحظہ ہو صحیح الجامع الصغیر حدیث ۱۵۶۱۔



ہے۔)‘‘[1]

درجات جنت میں فرق وتفاوت

اللہ تعالیٰ کا یہ مقرر کردہ قاعدہ ہے کہ جتنا زیادہ نیک اور متقی کوئی ہو گا جنت میں اس کا اتنا ہی مقام بلند ہو گا‘ اتنی ہی شان ہو گی۔ جنتوں میں سب سے اعلیٰ جنت ’’جنت الفردوس‘‘ ہے کہ جو اللہ الرحمٰن کے عرش کے نیچے ہے اور جہاں سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں‘ اور پھر باقی جنتوں میں گھومتی ہوئی آگے بڑھتی جاتی ہیں۔ اعلیٰ سے اعلیٰ کئی جنتیں ہیں کہ جہاں جنتی اپنے مقام و مرتبہ کے مطابق رہیں گے۔ جنتی کا جتنا اونچا درجہ ہو گا جتنا وہ اللہ کریم کے زیادہ قریب ہو گا اتنی ہی اعلیٰ و شاندار جنت میں ہو گا۔ جنت کے مختلف درجے ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان اس قدر مقام و مرتبہ اور حیثیت کا فرق ہے جیسے زمین و آسمان کا فرق۔ یوں سمجھ لیں کہ ایک درجہ کے جنتی اگر زمین پر ہیں تو دوسرے اعلیٰ درجے کے جنتی آسمان پر ہوں گے۔ تو زمین و آسمان کے درمیان جو فاصلہ و فرق ہے یہ دو جنتوں یا جنتوں کے درجوں کے درمیان ہو گا۔ اور جنتوں کے درجات میں سے ایک سو درجے تو اللہ تعالیٰ نے صرف مجاہدین فی سبیل اللہ کے لیے مخصوص کر دیے ہیں۔ یعنی مجاہدین کے لیے ایک سو قسم کی جنتیں ہیں۔ اس کے علاوہ جنت کے دوسرے درجے دیگر اہل ایمان اور اہل علم کے لیے ہوں گے۔

غور کریں کہ اگر مجاہدین کے لیے سو درجے مخصوص ہیں تو ساری جنت کے کتنے درجات ہوں گے۔ اس کا اندازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے بخوبی لگا سکتے ہیں‘ آپ ﷺ نے فرمایا:

حافظ قرآن سے کہا جائے گا: ’’قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجات چڑھتا جا (یعنی

---

[1] صحیح مسلم‘ کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا واھلھا‘ باب فی سوق الجنۃ حدیث ۲۸۳۳۔ مسند امام احمد ج ۳ ص ۲۸۴۔



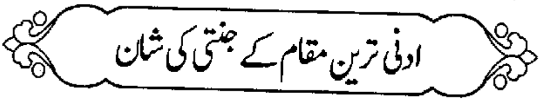
ایک آیت پڑھ اور جس جنت میں کھڑا ہے اس سے اعلیٰ جنت میں چلا جا اور پھر آیات پڑھتا جا اور اعلیٰ سے اعلیٰ جنتوں میں پہنچتا جا) اور اس طرح ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کر جس طرح تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کیا کرتا تھا اور تیرا مقام آخری آیت کے ختم ہونے پر ہو گا (یعنی جس جنت میں تو حفظ کی ہوئی آخری آیت پڑھے گا وہی جنت تیرا مقام ہو گا اور وہاں ہی تو اپنے محلات میں عیش و آرام کرے گا۔ حالانکہ اس سے اوپر بھی مزید جنتیں باقی ہوں گی۔)"[1]

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں "یہ حدیث واضح طور پر بتلا رہی ہے کہ جنت کے درجات سو سے کہیں زیادہ ہیں"[2]

جنت اور جنتیوں کے مراتب کو ایک اور حدیث میں رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں واضح کیا ہے' فرمایا:

"عام اہل جنت اپنے اوپر والے اہل غرف (عالی و بلند مقام پر فائز جنتیوں کو) بڑی محنت اور تکلف سے دیکھ سکیں گے جیسا کہ تم مشرق یا مغرب کے کنارے روشنی چھا جانے کے بعد چمکدار ستارے کو بمشکل دیکھ پاتے ہو' ان (جنتیوں کے) دونوں گروہوں کے درجات میں اس قدر فاصلہ ہو گا۔"

اس کے علاوہ عام جنت بھی یکساں مقام و مرتبے کی نہیں ہو گی بلکہ جنت کے ہر دو درجوں کے درمیان زمین و آسمان جتنا فاصلہ ہو گا۔



ادنیٰ ترین مقام کے جنتی کی شان

اعلیٰ ترین جنتی کو جنت میں کیا کیا ملے گا؟' اس کو کیا کیا شانیں اور مرتبے بلند نصیب

---

[1] مسند امام احمد ج ۲ ص ۱۹۲۔ الشیخ ناصر الدین البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو صحیح الجامع الصغیر حدیث ۸۱۲۲۔ اس کے علاوہ استاد احمد شاکر نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

[2] ملاحظہ ہو حادی الارواح الی بلاد الافراح۔ ص ۱۱۳۔

ہوں گے اس کی تو صحیح احادیث میں وضاحت نہیں ملتی البتہ ادنیٰ و کم ترین جنتی کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے کہ اس کو جنت میں کیا ملے گا' رسول اللہ فرماتے ہیں:

"موسیٰ علیہ السلام نے رب العالمین سے دریافت کیا: "جنت میں سب سے کم مرتبے والے کو کیا ملے گا؟" تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "جب جنت کے سب حقدار جنت میں داخل کر دیے جائیں گے تو جو آدمی سب سے آخر میں آئے گا اس سے کہا جائے گا: "جنت میں پہنچ چلو" وہ عرض کرے گا: "پروردگار میں کہاں جاؤں؟ سارے لوگ اپنی اپنی رہائش گاہوں تک پہنچ چکے ہیں اور اپنا اپنا حق وصول کر چکے ہیں" اس سے پوچھا جائے گا: "جس قدر دنیا کے کسی بادشاہ کے پاس علاقہ ہو (اس قدر یعنی اتنی ہی جنت اگر تجھے دے دی جائے تو کیا) اتنی جنت پر تم راضی ہو؟" وہ کہے گا: "پروردگار! میں راضی ہی راضی ہوں۔" اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: "اور اس بادشاہ کی حکومت جتنا تیرا جنت میں حصہ ہے...... (اور سن!) اتنا ہی اور بھی...... اتنا ہی پھر اور..... اس کے بعد پھر اتنا...... اور مزید اتنا ہی...... (یعنی چار بادشاہوں جتنا علاقہ مل گیا اور وہ بھی جنت کا) پانچویں مرتبہ پر وہ جنتی کہے گا: "پروردگار! میں راضی ہر طرح راضی۔" پروردگار (کی رحمت جوش میں آئے گی تو پھر) فرمائیں گے: "یہ سب تیرا' (اور اس کے علاوہ) مزید بھی دس گنا تیرے لیے..... اور ہر وہ چیز تجھے ملے گی جو تیرا دل چاہے اور تیری آنکھ کو پسند آ جائے۔" وہ آدمی کہے گا: "پروردگار! میں راضی ہی راضی۔"

موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا: "مولائے کریم! جنت میں سب سے اعلیٰ درجے والے کو کیا ملے گا؟" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ان لوگوں کو تو میں نے اپنا مقرب بنالیا۔ (بادشاہ کے بہت قریب رہنے والے خاص الخاص افراد مقرب کہلاتے ہیں) میں نے اپنے دست مبارک سے ان کی شان و شوکت کا کھونٹا گاڑ دیا ہے۔ اور اس فیصلے پر مہر لگا دی ہے۔ انکے لیے تو ایسی ایسی نعمتیں ہیں جو کہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال تک آیا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس بات کی دلیل خود قرآن کریم میں موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ ﴾ (السجدہ ۳۲/۱۷) یعنی پھر جیسا کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے لیے چھپا کر رکھا گیا ہے اس کی کسی شخص کو خبر نہیں۔"[1]

لازوال جنتوں کی گارنٹی

اس فانی دنیا میں ایک انسان کہ جس کے پاس دنیا کی ہر آسائش مہیا ہو۔ کوٹھی' بنگلہ' بہترین گاڑی' نوکر چاکر' اولاد' بیویاں' دولت زمینیں وغیرہ سب کچھ ہو' خواہ وہ کتنے ہی زیادہ وسائل رکھتا ہو۔ دنیا کی ہر نعمت اس کے تصرف میں ہو اور وہ کسی کا کسی بھی شکل میں محتاج و مقروض نہ ہو' اس کے باوجود اسے تین قسم کے اندیشے ووسوسے ہمیشہ ستاتے رہتے ہیں:

1. میں تو زندہ رہوں لیکن کہیں یہ نعمتیں یہ عیش مجھ سے چھن نہ جائیں۔
2. نعمتیں تو میرے پاس ہی رہیں لیکن کہیں میری زندگی کا ہی خاتمہ نہ ہو جائے۔
3. میں بھی رہوں' نعمت بھی میسر رہے لیکن کہیں میں اس کے لطف سے ہی نہ محروم ہو جاؤں۔

یعنی تینوں ہی شکلوں میں اس کے پاس اپنی زندگی کی سلامتی' نعمتوں کے حصول کو یقینی بنانا اور ان سے محرومی سے بچنا جیسے امراض سے بچنے کی کوئی گارنٹی نہیں ہے۔ ہمیشہ وہ غیر یقینی صورت حال کا سامنا کرتا ہے۔ اس کو اس طرح سمجھیں کہ ایک آدمی کے دسترخوان پر درجنوں خوش ذائقہ اور مرغن کھانے چنے گئے ہوں لیکن ڈاکٹر اس کو ان کے استعمال سے منع کر دے اور چند ابلی سبزیوں یا پھیکی غذاؤں و سبزیوں کے سوپ یا ابلے چنوں کے پانی وغیرہ پر گزارہ کرنے کی ہدایت کرے ...... لیکن جنت میں معاملہ ایسا نہ ہو گا۔ دنیا میں میسر نعمتوں سہولتوں آسائشوں کے بالکل برعکس جنت کی نعمتیں لازوال اور ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والی ہوں

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب ادنی اھل الجنۃ منزلۃ فیھا حدیث ۱۸۹۔

گی۔ اہل جنت بھی وہاں ہمیشہ رہیں گے۔ اور ان کو نعمتوں کے استعمال میں کسی قسم کی رکاوٹ بھی نہ ہوگی۔ جنت کی نعمتیں کیسی ہوں گی کتنی ہوں گی؟؟ قرآن بتاتا ہے:

"پھر جیسا کہ (جنتیوں کے لیے ان کی) آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے اعمال کی جزا میں ان کیلئے چھپا رکھا گیا ہے' اس کی کسی جاندار کو خبر تک نہیں۔" (السجدہ: ۳۲/۱۷)۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے کہ جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا' نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال تک گزرا" [1]

یہ نعمتیں اہل جنت کو مقررہ مدت تک کے لیے نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ملیں گی۔

اللہ تعالیٰ سورہ ھود میں فرماتا ہے:

"رہے وہ لوگ جو نیک بخت نکلیں گے تو وہ جنت میں جائیں گے اور وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔" (ھود: ۱۱/۱۰۸)

سورہ البینۃ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اور جو لوگ ایمان لے آئے اور جنہوں نے نیک عمل کیے وہ مخلوق میں سے بہترین لوگ ہیں۔ ان کی جزا ان کے رب کے ہاں ایسی جنتیں ہیں کہ جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہیں گے۔ ان جنتوں کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہوں گی' وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ یہ سب کچھ ہے اس شخص کے لیے جس نے اپنے ربّ کریم سے خوف کیا ہو (یعنی وہ ڈر گیا ہو آخرت کی جواب دہی سے۔" (البینۃ: ۹۸/۸)۔

ثابت ہوا جنت میں جانے والے متقی اہل ایمان کو بطور جزا جو جنتیں عطا کی جائیں گی:

---

[1] صحیح البخاری کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی صفۃ الجنۃ حدیث ۳۰۷۲۔ صحیح مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا واھلھا' باب ا' حدیث ۲۸۲۴۔

① وہ مستقل اور ہمیشہ رہنے والی ہوں گی۔
② ان کی رہائش بھی وہاں ہمیشہ ہمیشہ ہو گی۔
③ جنتی رب سے راضی اور رب کریم جنتیوں سے ہمیشہ راضی رہیں گے۔ اور اس کے بعد کبھی بھی ایسا موقع نہ آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ لازوال نعمتیں ختم ہو جائیں یا ان کو ان نعمتوں سے محروم کر دیا جائے۔

ایک جگہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

"اعلان کرنے والا بآواز بلند پکارے گا: "اے جنت والو! اب تم یہاں ہمیشہ صحت مند رہو گے۔ کبھی بیمار نہیں ہو گے' ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی موت نہیں آئے گی۔ ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بڑھاپا نہیں آئے گا۔ ہمیشہ نعمتوں سے لطف اندوز ہو گے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی یہی تفسیر ہے۔ فرمایا: اس وقت ندا آئے گی کہ یہ جنت جس کے تم وارث بنائے گئے ہو تمہیں ان اعمال کے بدلے میں ملی ہے جو تم کرتے رہے تھے۔" (اعراف: ۷/ ۴۴ تا ۴۷)

اس وقت کسی کو موت کیسے آئے گی کہ اسے تو ایک مینڈھے کی شکل میں لا کر اہل جنت اور اہل دوزخ کی آنکھوں کے سامنے ذبح کر دیا جائے گا تاکہ اہل جنت کو اس مشاہدہ کے بعد یقین ہو جائے کہ اب موت کبھی کسی کو نہیں آئے گی۔ لہٰذا جنت ہی ہمارا مستقل اور آخری ٹھکانہ ہے اور اہل دوزخ بھی جان لیں کہ اب تو موت بھی نہیں آئے گی۔ لہٰذا اب عذاب الیم کی وجہ سے جان کی خلاصی کسی صورت میں نہیں ہو سکتی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کے روز موت کو لایا جائے گا گویا کہ وہ سفید و سیاہ مینڈھا ہے۔ اسے جنت اور دوزخ کے عین درمیان لا کھڑا کیا جائے گا۔ پھر بلند آواز سے پوچھا جائے گا: "اے جنت والو! کیا تم اسے جانتے ہو؟" وہ گردنیں لمبی کر کے دیکھتے ہوئے کہیں گے: "ہاں! یہ موت ہے۔" اور جہنم والوں کو پکار کر پوچھا جائے گا وہ بھی گردنیں اونچی کر کے دیکھیں گے اور کہیں گے: "ہاں! یہ موت ہے۔" آپ ﷺ نے فرمایا:

”پھر اس کو ذبح کرنے کا حکم جاری ہو گا تو اسے ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر آواز لگے گی:
”اے جنت والو! تم نے ہمیشہ یہیں رہنا ہے (اب کبھی کسی کو) موت نہیں آئے گی“ اور اے جہنم والو! تمہیں بھی ہمیشہ یہیں رہنا ہے (تمہیں بھی اب کبھی) موت نہیں نصیب ہو گی۔“[1]

یعنی اہل جنت کے لیے گارنٹی ہی گارنٹی ہو گی۔ جنت میں ہمیشہ رہنے کی۔ دائمی زندگی کی۔ اور ہمیشہ نعمتوں کے عطا ہونے کی اور اللہ رب العزت کی رضا کی۔ یہ گارنٹی تمام ہر قسم کے وسوسوں اور اندیشوں سے پاک ہو گی۔

رضائے الٰہی اور ہم کلامی کا شرف

دنیا میں جس طرح ایک مومن کے لیے سب سے بڑی دولت عقیدہ توحید کا نصیب ہو جانا ہے اور کوئی شاہراہ توحید پر گامزن نہیں تو ساری دنیا کی دولتیں اور آسائشیں حاصل ہونے کے باوجود وہ دنیا کا محروم اور ناکام انسان ہے۔ اگر مومن کے پاس دنیا کی کوئی چیز نہیں وہ قلاش و مفلس ہے لیکن اگر دولت توحید سے دامن مالا مال ہے تو حقیقت میں یہی مومن دنیا کا امیر ترین اور کامیاب ترین انسان ہے۔ اسی طرح آخرت میں مومن کی کامیابی کی ضمانت رضاالٰہی ہے اگر اسے رضائے الٰہی کا سرٹیفکیٹ مل گیا تو وہ آخرت میں کامیاب ہو گیا۔

اسی طرح ایک سعادت جنت میں مومنین کو یہ نصیب ہو گی کہ وہ بغیر کسی حجاب اور رکاوٹ کے اللہ تعالیٰ کا دیدار کر سکیں گے۔ جس طرح دنیا میں اگر بادشاہ کسی کو شرف ملاقات بخش دیتا ہے اور اس سے گفتگو بھی کرتا ہے تو وہ اس کو اپنی خوش بختی خوش قسمتی، کامیابی اور اپنے لیے اعزاز۔ اپنے آپ کو خوش قسمت تصور کرتا ہے اور بادشاہ سے ملاقات پر بہت خوشی مناتا ہے۔ بالکل اسی طرح بلکہ اس سے ہزاروں لاکھوں درجہ زیادہ اہل ایمان کو خوشی ہو

---

[1] صحیح بخاری تفسیر سورۃ مریم باب ۲۲۱ و انزرھم یوم الحسرت حدیث ۴۴۵۳، صحیح مسلم کتاب الجنۃ و صفۃ نعیمھا باب النار یدخلھا الجبارون حدیث ۲۸۴۹۔

گی' اس لیے کہ ان کو شہنشاہ حقیقی رب العالمین احکم الحاکمین اپنا دیدار کروائیں گے اور ان سے نہایت پیار سے گفتگو بھی کریں گے۔ اسی کے متعلق رسول رحمت ﷺ نے فرمایا:

"جس طرح تم چودھویں کے اس چاند کو دیکھ رہے ہو اسی طرح تم اپنے رب کو دیکھو گے تمہیں اسے دیکھنے میں کسی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔"[1]

رسول اللہ ﷺ نے اہل جنت کو اللہ کی رضا کا سرٹیفکیٹ ملنے کے متعلق ایک حدیث میں فرمایا ہے:

"اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائیں گے "اے جنت والو!" وہ جواب دیں گے: "اے مولا کریم ہم حاضر ہیں اور ہر قسم کی بھلائی آپ ہی کے پاس ہے۔" اللہ تعالیٰ ان سے دریافت فرمائیں گے: "کیا تم راضی ہو؟" وہ جواب دیں گے: "ہم کیوں نہ راضی ہوں اے رب کریم! جب کہ آپ نے ہمیں اس قدر نعمتیں عطا کر رکھی ہیں کہ کسی دوسرے کو نہیں دیں۔" اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: "میں اپنی رضامندی (کا سرٹیفکیٹ) تم کو عطا کرتا ہوں چنانچہ آج کے بعد میں کبھی بھی تم پر ناراض نہ ہوں گا)۔[2] اللہ اکبر۔

ایک دوسری حدیث میں جنتیوں سے رب کریم کی ملاقات اور ان کی گفتگو کا نقشہ کچھ یوں ملتا ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب اہل جنت جنت میں پہنچ جائیں گے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اہل جنت سے پوچھیں گے: "کیا تم کچھ اور بھی چاہتے ہو؟" جنتی جواب دیں گے: "کیا آپ نے ہمیں سرخ رو نہیں فرما دیا اور کیا آپ نے ہمیں آگ سے محفوظ فرما کر جنت میں

---

[1] صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلوۃ باب فضل الصلوۃ العصر حدیث ۵۲۹۔ صحیح مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ باب فضل صلوۃ والعصر حدیث ۶۳۳۔

[2] صحیح البخاری کتاب التوحید باب کلام الرب مع اہل الجنۃ حدیث ۷۰۸۰۔ صحیح مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا و اھلھا باب اجلال الرضوان علی اھل الجنۃ حدیث ۲۸۲۹۔

داخل نہیں کر دیا؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس موقع پر اللہ رب العزت اپنے رخ اقدس سے حجاب اتار دیں گے (اور جنتی اپنے خالق و مالک کا بغیر پردے کے دیدار کریں گے) تو اللہ جل جلالہ کے دیدار سے زیادہ محبوب ان اہل جنت کو کوئی دوسری چیز نہیں ملی ہوگی۔''[1]

یہ بیان کرنے کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ﴾ (یونس ۱۰/۲۶)

''جن لوگوں نے بھلائی کا راستہ اختیار کیا ان کے لیے بھلائی ہے اور مزید فضل (بھی)۔''

امام السیوطی رحمہ اللہ نے متعدد کتب حدیث اور کئی مختلف اسناد کے حوالے دے کر یہ مسئلہ ثابت کیا ہے کہ سورہ یونس کی اس آیت میں لفظ ''الزیادۃ'' سے مراد اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے۔[2]

جنت میں اللہ رحیم و کریم کے دیدار کا شرف حاصل ہونا یہ مومنین کے لیے سب سے بڑی نعمت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمت و فضل سے اس شرف کو پانے والوں میں شامل کرے (آمین)۔

تو آیئے محترم قارئین!...... اس جنت کی کہ جس کی ایک جھلک ابھی آپ نے دیکھی' اس کی تلاش کریں کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم رو رو کر اس کے حصول کے لیے دعائیں کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی زندگیاں وقف کیے رکھیں۔ دعوت کے میدانوں میں' جہاد کے محاذوں پر' اللہ کے دشمنوں سے لڑتے قربانیاں دیں' اپنا گرم خون گرا کر شہادتوں کے تمغے پہنے تاکہ وہ اپنے رب کو راضی کرکے جنت حاصل کر سکیں۔ یوں ان کی زندگیاں جنت کی تلاش کرتے گزریں۔ اب ہم بھی جستجو کریں' تلاش کریں کہ وہ کونسا لائحہ عمل ہے'

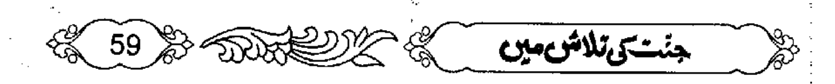
---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات رویۃ المومنین حدیث ۱۸۱۔ مسند امام احمد ج ۴ ص ۳۳۲۔

[2] الدر المنثور ج ۴ ص ۳۵۶' ۳۶۰۔

کونسا نصب العین ہے کونسا ضابطہ حیات ہے' وہ کون سا طریقہ کار ہے کہ جس کو اختیار کر کے ہم جنت کے مستحق بن جائیں۔ تو اب ہم آمنہ کے لعل پیکر حسن و جمال ساری کائنات کے سردار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے فرامین کی روشنی میں جائزہ لیں گے کہ ہمیں اس مقصد کے حصول کے لیے کیا کرنا ہو گا۔ کونسے اعمال کرنے ہوں گے کہ جس کے نتیجہ میں ہم جنت کو تلاش کر لیں اور دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جائیں .... تو اب ہم جنت کو تلاش کرنے کے ضابطہ سے آگاہی حاصل کرتے ہیں کہ ہم نے جنت کو تلاش کرنے کے لیے کون سا راستہ اپنانا ہے۔





کلمہ شہادت کی ادائیگی اور اسکے لوازمات پر عمل

سیدنا عبادہ بن صامت ؓ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور بے شک محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (اور یہ کہ) بے شک عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ایسا کلمہ ہیں جو اس نے سیدہ مریم علیہا السلام کی طرف القا کیا تھا اور اس کی طرف سے روح ہیں۔ جنت برحق ہے اور جہنم برحق ہے' اللہ اس کو جنت میں داخل کرے گا وہ جیسے بھی عمل پر ہو''[1]

سیدنا ابوذر ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کسی بندے نے لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ کہا پھر اسی پر فوت ہوا تو وہ ضرور جنت میں داخل ہو گا۔'' میں نے عرض کیا: ''اگرچہ اس نے زنا کیا ہو' یا چوری کی ہو!؟'' فرمایا: ''اگرچہ اس نے زنا کیا ہو' یا چوری کی ہو'' میں نے کہا: ''اگرچہ اس نے زنا کیا ہو یا چوری کی ہو''؟ فرمایا: ''اگرچہ اس نے زنا کیا ہو یا چوری کی ہو'' ایسا تین بار فرمایا۔ پھر چوتھی مرتبہ فرمایا: ''ہاں! اگرچہ اس نے زنا کیا ہو یا چوری کی ہو۔ اگرچہ اس میں ابوذر کی رسوائی ہی کیوں نہ ہو؟''[2]

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: اس حدیث یا دیگر احادیث میں لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ کہنے سے مراد

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قولہ ﴿ یَا أَھْلَ الْکِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ ﴾ (۶/۴۷۴ حدیث ۳۴۳۵)۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی ان من مات علی التوحید دخل الجنۃ (۱/۵۷ حدیث ۲۸)۔

[2] صحیح بخاری کتاب اللباس باب الثیاب البیض (۱۰/۲۸۳ حدیث ۵۸۲۷) مسلم کتاب الایمان باب من مات لا یشرک باللہ شیئا دخل الجنۃ (۱/۹۵ حدیث ۹۴)

شہادت کے دونوں کلمے (یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ) ہیں۔ لہٰذا ذکر رسالت ترک کرنے (یعنی مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ کہنے کے بارے میں کوئی اشکال نہیں آنا چاہیے۔[1]

ابن منیر فرماتے ہیں: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ایک مقولہ ہے جو شرعاً شہادتین کی ادائیگی پر بولا جاتا ہے۔ اھ۔ امام مسلم نے ایک طویل حدیث بیان کی ہے[2] جس میں سیدنا ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں' رسول اللہ نے (جب کہ اپنے دونوں جوتے مجھے دیئے اور) فرمایا: "اے ابو ہریرہ! میرے یہ دونوں جوتے پہن لے۔ اس (باغ کی) دیوار کے باہر جو بھی شخص تجھے ملے وہ اپنے دل کے یقین کے ساتھ اس بات کی شہادت دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو اس کو جنت کی خوشخبری دے دے" (الحدیث)

ایمان لانے کے بعد استقامت

اللہ کریم نے فرمایا:

﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّٰتُ ٱلْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٧﴾ خَٰلِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿١٠٨﴾ ﴾ (النساء٤/ ١٠٧۔١٠٨)

"جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لئے بہشت کے باغ بطور مہمانی ہوں گے۔ وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور وہاں سے مکان بدلنا نہ چاہیں گے۔"

اس پاک وبلند ذات نے فرمایا:

﴿ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ أُو۟لَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ ٱلْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ﴿٨٢﴾ ﴾ (البقرة٢/ ٨٢)

"اور جو لوگ ایمان لائیں اور نیک کام کریں وہ جنت کے مالک ہوں گے (اور) ہمیشہ اس میں (عیش کرتے) رہیں گے۔"

---

[1] فتح الباری (۳/۱۱۰)

[2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی ان من مات علی التوحید دخل الجنۃ قطعا (۱/۵۹ حدیث ۳۱)

ایک اور مقام پر اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُواْ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسْتَقَٰمُواْ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُواْ وَلَا تَحْزَنُواْ وَأَبْشِرُواْ بِٱلْجَنَّةِ ٱلَّتِى كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ ﴾

(حم السجدة٤١/ ٣٠)

"جن لوگوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ کریم ہے اور وہ (اس پر) قائم رہے' ان پر فرشتے اتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے خوشی مناؤ۔"

اور اس پاک وبلند ذات نے فرمایا:

﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُواْ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسْتَقَٰمُواْ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١٣﴾ أُوْلَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ ٱلْجَنَّةِ خَٰلِدِينَ فِيهَا جَزَآءًۢ بِمَا كَانُواْ يَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾ ﴾ (الأحقاف٤٦/ ١٣-١٤)

"جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار صرف اللہ ہے پھر وہ اسی پر قائم رہے تو قیامت کے دن ان کو نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔ یہی لوگ جنت والے ہیں اور ہمیشہ اس (جنت) میں رہیں گے۔ یہ بدلہ ہو گا ان عملوں کا جو وہ دنیا میں کرتے تھے۔"

سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: "میری سب امت جنت میں داخل ہو گی' سوائے اس شخص کے جس نے انکار کیا۔" لوگوں نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسولؐ! کون شخص انکار کر سکتا ہے؟" فرمایا: "جس نے میری فرمانبرداری کی وہ جنت میں داخل ہو گا اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے انکار کیا۔" (یعنی جنت میں جانے سے انکار کیا)[1]

اور سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لایا' اس نے نماز قائم کی اور اس نے رمضان کے روزے رکھے' اللہ پر حق

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاعتصام' باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ﷺ (۱۳/۲۴۹ حدیث ۷۲۸۰)

ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا یا اسی علاقہ میں بیٹھا رہا جہاں وہ پیدا ہوا تھا۔"[1]

اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کا ذکر کرنا

سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے ننانوے (۹۹) نام ہیں (یعنی) ایک کم سو (۱۰۰)۔ جس نے ان کا ذکر کیا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔"[2] بخاری کی ایک روایت میں ((لَا يَحْفَظُهَا)) ہے۔ جب کہ مسلم میں ((مَنْ حَفِظَهَا)) کے الفاظ ہیں۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: خطابی نے کہا ہے کہ (حدیث میں آنے والا) لفظ "احصاء" (یاد کرنا/ شمار کرنا) کا استعمال ایسی جگہوں پر کئی وجوہات کا احتمال رکھتا ہے۔

پہلی یہ کہ ان سب کو شمار کرے یا ان کا ذکر کرے اس کا ارادہ ان میں سے صرف چند ایک پر اکتفا کرنے کا نہ ہو بلکہ وہ اللہ کو ان سب ناموں سے پکارتا رہے اور ان سب کے ساتھ اس کی ثناء کرتا رہے۔ تو وہ اس ثواب کا مستوجب ہو جائے گا جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔

دوسری احصاء سے مراد "نبھانا" ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ ﴾ یعنی اس نے معلوم کیا کہ تم اس کو نبھا نہ سکو گے (سورۃ المزمل ۷۳/۲۰) اسی طرح حدیث بھی ہے: ((اِسْتَقِيْمُوْا وَلَنْ تُحْصُوْا))[3] استقامت اختیار کرو اور تم اس کو نبھا نہ سکو

---

[1] صحیح بخاری (۱۰/۱۱ حدیث ۲۷۹۰)

[2] صحیح بخاری کتاب الشروط' باب ما یجوز من الاشتراط (۵/۳۵۴ حدیث ۲۷۳۶) کتاب الدعوات باب للہ مائۃ اسم غیر واحد (۱۱/۲۱۴ حدیث ۶۴۱۰) اور کتاب التوحید حدیث (۷۳۹۲)۔ صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء۔ باب فی اسماء اللہ تعالیٰ (۴/۲۰۶۲ حدیث ۲۶۷۷)۔

[3] مسند الامام احمد (۵/۲۷۶۔۲۷۷) بروایت سیدنا ثوبان' ابن عبدالبر نے التقیصی (صفحہ ۲۵۰) میں ذکر کیا ہے کہ یہ سیدنا ثوبان کی روایت سے صحیح سندوں سے متصل ہے۔ اور البانی کہتے ہیں' صحیح ہے۔ دیکھئے صحیح الجامع حدیث ۹۵۲

گے۔ مطلب یہ کہ تم استقامت کی حقیقت کو نہ پاسکو گے۔ مفہوم یہ ہے کہ جو ان اسماء کا اس طرح ذکر کرے جیسا ان کا حق ہے اور ان کے تقاضوں کے مطابق عمل کرے۔ اس کا انداز یہ ہے کہ وہ ان کے معانی کو سمجھے تو خود کو ان کے واجبات کا پابند بنا لے (مثلاً) جب وہ کہے ﴿ اَلرَّزَّاقُ ﴾ تو اس کو (صرف اللہ تعالیٰ سے ہی) رزق (ملنے) کا اعتماد ہو۔ ایسے ہی دیگر سب اسماء بھی۔

تیسری احصاء سے مراد ان کے معانی کو مکمل طور پر سمجھنا ہے۔ عرب میں کہتے ہیں: فُلَانٌ ذُوْحَصَاۃٍ یعنی فلاں عقل و معرفت والا ہے۔ انتھٰی ملخصًا۔[1]

قرآن کی تلاوت اور اس پر عمل

قرآن پاک کی تلاوت اور اس پر عمل کی فضیلت کے حوالہ سے جو احادیث آئی ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

سیدنا عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ''قرآن والے (حافظ قرآن) کو کہا جائے گا پڑھتا جا اور چڑھتا جا اور خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسے تو دنیا میں پڑھتا تھا۔

پس بے شک (جنت میں) تمہاری منزل آخری آیت پر ہوگی جو تم پڑھو گے۔''[2]

(مولانا عبدالرحمٰن) مبارکپوری فرماتے ہیں: قرآن والے کو ''یعنی جو اس کی تلاوت اور اس کے مطابق عمل پر پابندی کرتا ہے۔ جنت میں داخل ہوتے وقت کہا جائے گا ((وَارْقِ)) چڑھتا جا۔ یہ رَقِیَ یَرْقِیٰ سے صیغہ امر ہے یعنی درجات جنت کو چڑھتا جا۔[3]

سیدہ عائشہؓ صدیقہؓ بیان فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو قرآن کو پڑھتا ہے

---

[1] فتح الباری (۱۱/۲۲۵)

[2] جامع الترمذی (۵/۱۶۳ حدیث ۲۹۱۴) البانی کہتے ہیں یہ حسن صحیح ہے دیکھئے صحیح الترمذی (۳/۱۰) سنن ابی داؤد (۲/۱۵۳ حدیث ۱۴۶۴) مسند امام احمد (۲/۱۹۲)

[3] تحفۃ الاحوذی (۸/۲۳۲)

اور وہ اس میں ماہر ہے' وہ لکھنے والے نیک اور سردار فرشتوں کے ساتھ ہو گا اور جو قرآن پڑھتا ہے اور اس میں مشکل اٹھاتا ہے کہ وہ اس پر مشکل ہے تو اس کے لئے دوہرا اجر ہے" یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔ بخاری کے الفاظ بھی اسی طرح ہیں۔ جب کہ اس میں (مَاهِرٌ بِهِ) کی جگہ (وَهُوَ حَافِظٌ لَهُ) کے لفظ ہیں (یعنی وہ اس کا حافظ ہے)۔[1]

سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "صاحب قرآن جب قیامت کے روز آئے گا (تو قرآن اس کی سفارش کرتے ہوئے) کہے گا: "اے رب! اسے زینت بخش" تو اسے عزت والا تاج پہنایا جائے گا۔ پھر کہے گا: "اے رب! اسے اور زیادہ (زینت) بخش۔" تو اسے کرامت / عزت کا لباس پہنایا جائے گا۔ پھر کہے گا: "اے رب! اس پر راضی ہو جا۔" چنانچہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائیں گے۔ تو حکم دیا جائے گا کہ: "پڑھتا جا اور جنت کی منزلیں چڑھتا جا اور (تو جب وہ پڑھے گا تو) ہر آیت کے بدلے اس کی ایک نیکی بڑھائی جائے گی""[2]

سیدنا جابرؓ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے ہاں قرآن کی شفاعت قبول کی جائے گی اور (بندے کے متعلق) اس کی شکایت بھی سنی جائے گی۔ جس نے (اپنی زندگی کے معاملات میں) قرآن کو راہنما بنالیا تو اسے وہ جنت میں لے جائے گا اور جس نے اسے پس پشت ڈال دیا اسے قرآن جہنم میں پہنچا دے گا۔[3]

امام ابن الاثیر اس حدیث کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یہ (قرآن) جھگڑا کرنے والا اور تصدیق کرنے والا ہے۔ مطلب یہ کہ جو اس کی اتباع کرے اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کرے تو یہ اس کا ایسا سفارشی ہو گا جس کی سفارش قبول ہو گی اور اسے

---

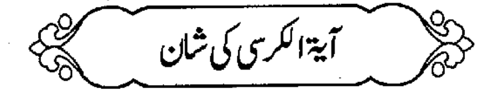
[1] صحیح بخاری (۸/۶۹۱ حدیث ۴۹۳۷)۔ صحیح مسلم (۱/۵۵۰ حدیث ۷۹۸)

[2] جامع الترمذی (۵/۱۶۳ حدیث ۲۹۱۵)۔ تحفۃ الاحوذی (۱۰/۲۲۷۔۲۲۸) اور البانی نے صحیح الترمذی میں اسے حسن کہا ہے (۳/۸)۔

[3] الاحسان (۱/۱۶۷ حدیث ۱۲۴) صحیح الجامع (حدیث ۴۴۴۳)۔ اس میں لفظ ہیں شَافِعٌ مُشَفَّعٌ شیخ البانی نے کہا کہ یہ صحیح ہے۔

تصدیق کرنے والا یا سچا اس شخص کے حوالہ سے مانا گیا ہے جس نے اس پر عمل چھوڑ دیا تو جو بھی اس کی برائیاں ہوں گی (اللہ کے دربار میں) یہ بتائے گا۔[1]

بعض آیات یا سورتوں کے فضائل بھی (احادیثِ رسول میں) مروی ہیں۔ اور یہ کہ ان سورتوں کا پڑھنا جنت میں داخلے کا سبب بن جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس نے انہیں پڑھا' اس کے لئے جنت میں محل بنایا جائے گا۔



آیۃ الکرسی کی شان

سیدنا ابو امامہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے اسے جنت میں داخل ہونے سے سوائے موت کے کوئی امر مانع نہیں ہو گا"۔[2]

سورۃ الملک......جنت کا پروانہ

سیدنا انسؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "قرآن کی ایک سورت ہے' اس کی صرف تیس (۳۰) آیات ہیں' وہ اپنے پڑھنے والے کے متعلق جھگڑا کرے گی حتیٰ کہ اسے جنت میں داخل کرادے گی اور وہ ﴿ تَبَارَكَ الَّذِیْ ﴾ (سورۃ الملک) ہے۔[3]

ترمذی نے اسے سیدنا ابو ہریرہؓ سے ان الفاظ میں روایت کیا ہے "قرآن کی ایک

---

[1] النہایۃ مادۃ "محل"

[2] عمل الیوم واللیلۃ (ص ۱۸۲ حدیث ۱۰۰) المحرر لابن عبد الھادی (۲۰۹/۱)۔ النکت علی کتاب ابن الصلاح لابن حجر (صفحہ ۸۴۹)۔ منذری نے اس کی ایک سند کو صحیح کہا ہے وہ اپنے شیخ ابو الحسن سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: یہ بخاری کی شرط پر ہے۔ دیکھئے الترغیب والترھیب (۲۶۱/۲)۔

[3] صحیح الجامع (حدیث ۳۶۴۴) طبرانی نے اسے اوسط میں روایت کیا ہے اور ضیا مقدسی نے بھی۔ جبکہ البانی نے اسے حسن کہا ہے۔

سورت ہے جس کی تیس (۳۰) آیات ہیں وہ ایک آدمی کی سفارش کرے گی حتی کہ اسے بخش دیا جائے گا اور وہ سورۃ ﴿ تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ﴾ ہے۔"[1]

سورۃ الاخلاص سے محبت کا صلہ

سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ نے ایک شخص کو ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾ پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا: "واجب ہوگئی" میں نے کہا کیا واجب ہوگئی؟ فرمایا "جنت۔"[2]

سیدنا انسؓ بیان کرتے ہیں اس آدمی کے واقعہ کے متعلق روایت ہے جو مسجد قباء میں انصار کی امامت کرتا تھا۔ وہ ہر رکعت میں ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾ پڑھتا تھا۔ پیغمبر ﷺ نے اس سے پوچھا: "تجھے کیا چیز ابھارتی ہے کہ تو اس سورت کو ہر رکعت میں پڑھتا ہے؟" اس نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسولؐ! میں اس سورت سے محبت رکھتا ہوں۔" تو آپؐ نے فرمایا: "بے شک اس کی محبت تجھے جنت میں داخل کر دے گی۔"[3]

سیدنا معاذ بن انسؓ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾ کو پڑھا حتیٰ کہ اسے دس (۱۰) مرتبہ ختم کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک محل بنا دیں گے۔"[4]

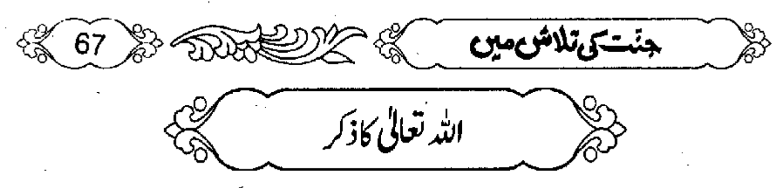
---

[1] جامع الترمذی (۵/۱۵۱ حدیث ۲۸۹۱) فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔

[2] الموطا (۱/ ۲۰۸ حدیث ۱۸) جامع الترمذی (۵/ ۱۵۴ حدیث ۸۹۷)۔ تحفۃ الاحوذی ۸/ ۲۰۹) فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ صحیح سنن الترمذی (۳/۷) البانی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔

[3] صحیح بخاری (۲/ ۲۵۵ حدیث ۷۷۴) جامع الترمذی (۵/۱۵۶ حدیث ۲۹۰۱) فرماتے ہیں یہ حدیث غریب صحیح ہے۔ صحیح سنن الترمذی (۳/۸) البانی کہتے ہیں یہ حسن صحیح ہے۔

[4] مسند امام احمد (۳/ ۴۳۷) سلسلہ صحیحہ میں (نمبر ۵۸۹)۔ اور شیخ البانی نے اس کو حسن کہا، صحیح الجامع میں بھی اس کو صحیح کہا گیا ہے (حدیث ۶۴۷۲)



اللہ تعالیٰ کا ذکر

بہت سی احادیث میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور اسے بھی جنت میں داخلے کا ایک سبب بتایا گیا ہے۔ صرف ((سُبْحَانَ اللّٰہ' اَلْحَمْدُ لِلّٰہ' لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ)) اور ((اَللّٰہُ اَکْبَرُ)) کی فضیلت کے متعلق بیشتر احادیث موجود ہیں۔ جیسے:

سیدنا ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس رات مجھے (معراج کے موقع پر) سیر کرائی گئی' میں ابراہیم علیہ السلام سے ملا۔ وہ فرمانے لگے: ''اے محمدؐ! اپنی اُمت کو میری طرف سے سلام کہنا۔ اور انہیں خبر دینا کہ جنت پاک مٹی والی اور میٹھے پانی والی ہے۔ وہ قطعی پاک اور صاف ہے جب کہ ((سُبْحَانَ اللّٰہ' اَلْحَمْدُ لِلّٰہ' لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ)) اور ((اَللّٰہُ اَکْبَرُ)) وہاں کے پودے ہیں''[1]

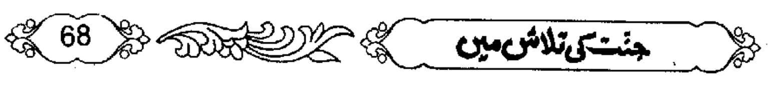
سیدنا جابرؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ''سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ'' کہا اس کے لئے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگا دیا جاتا ہے''[2]

سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرے جب کہ وہ زمین میں کچھ بو رہے تھے۔ فرمایا: ''اے ابو ہریرہ! تم کیا لگا رہے ہو؟'' میں نے کہا: ''اپنے درخت لگا رہا ہوں۔'' فرمایا: ''کیا میں تجھے ایسا گاڑنا (لگانا' بونا) نہ بتاؤں جو اس سے بہتر ہے؟'' میں نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے رسولؐ!'' تو آپؐ نے فرمایا: ''تو ((سُبْحَانَ اللّٰہ' اَلْحَمْدُ لِلّٰہ' لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ)) اور ((اَللّٰہُ اَکْبَرُ)) کہا کر' تیرے لئے ہر ایک کے بدلے جنت میں ایک

---

[1] جامع الترمذی (۵/۴۷۶ حدیث ۳۴۶۲) کہتے ہیں یہ حدیث حسن غریب ہے۔ صحیح سنن الترمذی (۳/۱۶۰) شیخ البانی نے اس کو حسن قرار دیا ہے۔

[2] جامع الترمذی (۵/۴۷۷ حدیث ۳۴۶۴۔۳۴۶۵) کہتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ موارد الظمان (حدیث ۲۳۳۵) فرمایا حدیث صحیح ہے۔ نتائج الافکار (۱/۲۴۳) فرمایا حدیث حسن ہے۔ صحیح سنن الترمذی (۳/۱۶۱)۔ البانی فرماتے ہیں حدیث صحیح ہے۔



درخت لگایا جائے گا‘‘[1]

کچھ احادیث بعض خاص اذکار کی فضیلت کے بارے میں بھی ہیں مثلاً

(1) ہر فرض نماز کے بعد اور سوتے وقت تسبیح تکبیر اور تحمید

سیدنا ابوہریرہؓ فرماتے ہیں، چند غریب صحابہؓ نبی ﷺ کے پاس آئے، کہنے لگے: ’’بڑے بڑے مال دار لوگ بلند درجات اور اعلیٰ مقام (جنت میں) لے گئے۔ وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم نماز پڑھتے ہیں۔ وہ روزہ رکھتے ہیں جیسے ہم روزہ رکھتے ہیں۔ لیکن ان کے پاس مال و دولت کا فضل ہے۔ وہ اس سے حج، عمرہ، جہاد اور صدقہ کرتے ہیں۔ (اور یوں درجات و فضیلت میں ہم سے بڑھ جاتے ہیں) تو آپؐ نے فرمایا: ’’کیا میں تمھیں ایسی بات نہ بتاؤں کہ اگر تم اس کو اپنا لو تو تم خود پر سبقت لے جانے والوں کے برابر ہو جاؤ گے اور تمہارے بعد تمہارے مقابل کوئی نہ ہو سکے گا۔ جن لوگوں کے درمیان تم رہتے ہو تم ان سب سے زیادہ افضل ہو جاؤ گے۔ الا یہ کہ کوئی اور بھی یہی کام کر لے؟۔ تو اس طرح کرو کہ تم ہر نماز کے بعد تینتیس (۳۳) مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا کرو‘‘ پھر ہمارے درمیان اختلاف واقع ہو گیا۔ ہم میں سے کسی نے کہا ہم سُبْحَانَ اللّٰہِ تینتیس (۳۳) مرتبہ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تینتیس (۳۳) مرتبہ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ چونتیس (۳۴) مرتبہ کہیں گے۔ لہٰذا میں نے (اس سلسلے میں) آپ سے عرض کیا، تو آپؐ نے فرمایا ’’تم ((سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ)) اور ((اَللّٰہُ اَکْبَرُ)) کہو حتیٰ کہ ان میں سے ہر ایک تینتیس (۳۳) مرتبہ ہو۔[2]

سیدنا عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ’’دو کام ایسے ہیں جن پر کوئی

---

[1] سنن ابی ماجہ (۱۲۵۱/۲ حدیث ۳۸۰۷) مصباح الزجاجہ (۱۳۲/۴) الترغیب والترھیب (۲۴۴/۲) بوصیری اور منذری نے اسے حسن کہا۔ صحیح سنن ابن ماجہ (۳۲۰/۲) شیخ البانی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

[2] صحیح البخاری، کتاب الآذان باب الذکر بعد الصلاۃ (۳۲۵/۲ حدیث ۸۴۳)۔ صحیح مسلم کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ (۴۱٦/۱ حدیث ۵۹۵)

بھی مسلمان مرد یا عورت باقاعدگی سے عمل کرے تو ضرور جنت میں داخل ہو گا۔ وہ دونوں اعمال آسان ہیں لیکن ان پر عمل کرنے والے بہت کم ہیں۔ انسان ہر نماز کے بعد دس (۱۰) مرتبہ ((سُبْحَانَ اللّٰه)) کہے' دس (۱۰) مرتبہ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰه)) اور دس (۱۰) مرتبہ ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ)) (تمام نمازوں کے بعد) بولنے میں ایک سو پچاس (۱۵۰)[1] ہوئے جب کہ نیکیوں کے میزان میں ایک ہزار پانچ سو (۱۵۰۰) شمار ہوں گے۔[2] اور جب اپنے بستر پر لیٹے تو چونتیس (۳۴) مرتبہ ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ)) تینتیس (۳۳) مرتبہ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰه)) اور تینتیس مرتبہ ((سُبْحَانَ اللّٰه)) کہے تو یہ بولنے میں ایک سو ہوں گے جب کہ نیکیوں کے میزان میں ایک ہزار شمار ہوں گے" میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ سے شمار کرکے بتا رہے تھے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسولؐ! وہ دونوں کام آسان کس طرح ہیں؟ اور ان پر عمل کرنے والے کم کیوں ہیں؟" فرمایا: "تم میں سے ایک کے پاس شیطان آتا ہے جب اس کے سونے کا وقت ہوتا ہے تو وہ اسے یہ (کلمات) کہنے سے پہلے سلا دیتا ہے۔ اور اسی طرح اس کے پاس نماز میں آجاتا ہے تو اسے یہ کہنے سے کوئی کام یاد دلا دیتا ہے۔"[3]

(ب) وضوء کے بعد ذکر (کلمہ شہادت پڑھنا)

سیدنا عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے جب کوئی بھی وضوء کرے تو وہ پورا وضوء کرے' یعنی اچھی طرح بنا سنوار کر وضو کرے پھر کہے: ((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ)) تو ضرور

---

[1] یعنی ایک نماز پر (۳۰) اور پانچ نمازوں پر (۱۵۰)۔

[2] میزان سے مراد وہ ترازو جس میں نیک و بد اعمال تولے جائیں گے۔ ۱۵۰ سے ۱۵۰۰ اس لئے ہو گئے کہ ہر نیکی کا بدلہ کم از کم دس (۱۰) گنا ہے۔

[3] مسند امام احمد (۲/۲۰۵) سنن ابی داؤد (۵/۳۰۹ حدیث ۵۰۶۵) جامع الترمذی (۵/۴۴۵ حدیث ۳۴۱۰) ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سنن نسائی (۳/۷۴) الاحسان (۳/۳۵۷ حدیث ۲۰۰۹) نتائج الافکار (۲/۲۷۸) ابن حجر کہتے ہیں کہ حدیث صحیح ہے۔

اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ وہ ان میں سے جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔‘‘[1]

(ج) لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ کہنا

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتاؤں؟‘‘ میں نے عرض کیا: ’’کیوں نہیں اے اللہ کے رسول!‘‘ فرمایا: ’’کہو ((لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ))‘‘[2]

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ’’مجھے میرے دوست نے وصیت کی کہ میں اکثر ((لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ)) پڑھا کروں، بے شک یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔‘‘[3]

(د) بازار میں داخل ہوتے وقت ذکر

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو بازار میں داخل ہوا اور اس نے یہ دعا پڑھی:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ))

اللہ اس کے لئے ایک لاکھ نیکی لکھتا ہے اور اس کے ایک لاکھ گناہ مٹاتا ہے اور اس کے لئے جنت میں میں گھر بناتا ہے‘‘[4]

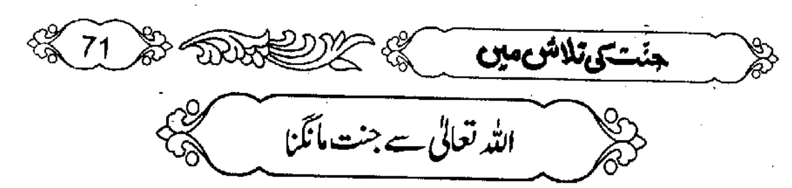
---

[1] صحیح مسلم (۱/۲۰۹ حدیث ۲۳۴)......

[2] صحیح بخاری (۱۱/۱۸۷ حدیث ۶۳۸۴) اور (۱۱/۲۱۳ حدیث ۶۴۰۹) صحیح مسلم (۴/۲۰۷۶ حدیث ۲۷۰۴)

[3] مسند امام احمد (۵/۱۵۹)۔ موارد الظمآن (حدیث ۲۰۴۱)۔ سلسلہ الصحیحۃ (حدیث ۲۱۶۶) شیخ البانی نے اس کو صحیح کہا ہے۔

[4] جامع الترمذی (۵/۴۵۷ حدیث ۳۴۲۸۔۳۴۲۹) المستدرک (۱/۵۳۸۔۵۳۹) الترغیب والترہیب (۳/۵) ان کی تحقیق بر کتاب (الکلم الطیب ’’لابن تیمیہ‘‘ (ص ۱۱۷) شیخ البانی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔



اللہ تعالیٰ سے جنت مانگنا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے تین مرتبہ اللہ سے جنت کا سوال کیا" جنت کہتی ہے: "اے اللہ اس کو جنت میں داخل فرما۔" اور جس نے تین مرتبہ جہنم سے پناہ چاہی، جہنم کہتی ہے: "اے اللہ! اس کو جہنم سے بچا۔"[1]

صدق دل سے توبہ و استغفار کرنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِلَّا مَن تَابَ وَءَامَنَ وَعَمِلَ صَٰلِحًا فَأُوْلَٰٓئِكَ يَدْخُلُونَ ٱلْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْـًٔا ﴿٦٠﴾ ﴾ (مریم۱۹/ ٦٠)

"یعنی ہاں جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل نیک کیے تو ایسے لوگ بہشت میں داخل ہوں گے اور اور ان کی ذرہ برابر حق تلفی نہ کی جائے گی۔"

اور اس صاحب عزت و جلال نے دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ تُوبُوٓاْ إِلَى ٱللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنكُمْ سَيِّـَٔاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّٰتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ ﴾

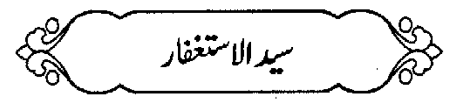
(تحریم٦٦/ ٨)

"مومنو! اللہ کے آگے صاف دل سے توبہ کرو۔ خالص توبہ (ایسی توبہ جو خالصتاً صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہو) امید ہے کہ وہ رحیم و کریم مولا تمہارے

---

[1] جامع الترمذی (۴/ ۷۰۳ حدیث ۲۵۷۲) سنن نسائی (۸/ ۲۷۹) سنن ابن ماجہ (۲/ ۱۴۵۳ حدیث ۴۳۴۰) المستدرک (۱/ ۵۳۴۔ ۵۳۵) سیر اعلام النبلاء (۸/ ۲۵۲) صحیح الجامع الصغیر (حدیث ۶۲۷۵) ذہبی نے حسن کہا جبکہ باقی شیوخ نے اس کو صحیح قرار دیا۔

گناہ تم سے دور کر دے گا اور تم کو بہشت کے باغوں میں کہ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کر دے گا۔“[1]



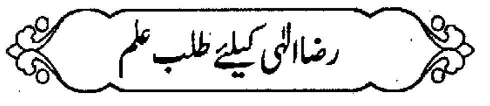
سید الاستغفار

سیدنا شداد بن اوس بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ سے فرمایا: ”سید الاستغفار یہ ہے کہ انسان کہے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ

”اے اللہ تو میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تُو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں۔ جہاں تک مجھ میں استطاعت ہے، میں تیرے عہد پر (قائم) ہوں۔ جو غلط کام میں نے کیے ہیں آئندہ ان کے شر سے میں تیری پناہ پکڑتا ہوں۔ جو نعمتیں تو نے اپنی جناب سے مجھے عطا کی ہیں ان سب نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں۔ میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں پس تو مجھے بخش دے۔ تیری شان یہ ہے کہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخشتا۔“

آپؐ نے فرمایا: ”جس نے دن کے وقت اس پر یقین رکھتے ہوئے اسے پڑھا، وہ اسی دن شام سے پہلے مر گیا تو وہ اہل جنت میں سے ہو گا۔ اور جس نے رات کو اس پر یقین رکھتے ہوئے اسے پڑھا، وہ صبح سے پہلے مر گیا تو وہ اہل جنت میں سے ہو گا“۔[2]



رضائے الٰہی کیلئے طلب علم

سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو علم کی تلاش

---

[1] توبہ کے حوالے سے مفید تفصیل ریاض الصالحین میں ملاحظہ ہو۔

[2] صحیح بخاری (۱۱/۹۷ حدیث ۶۳۰۶) اور (۱۱/۱۳۰ حدیث ۶۳۲۳)

میں کسی راہ پر چلا تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں (اس راستے کی برکت سے) اس کے لئے جنت کی راہ آسان کر دیتے ہیں۔[1]

فرض اور نفل نمازیں

(ا) نماز پنجگانہ

سیدنا عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پانچ نمازیں اللہ نے بندوں پر فرض کر دی ہیں۔ جس نے ان کو پابندی سے ادا کیا۔ ان کے حق میں ہلکا جانتے ہوئے اس میں سے کچھ ضائع نہ کیا' اس کے لئے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اور جس نے ان کو ادا نہ کیا تو اس کے لئے اللہ نے کوئی وعدہ نہیں کیا۔ وہ چاہے' اسے عذاب دے اور اگر وہ چاہے تو اسے جنت میں داخل کر دے"[2]

(ب) نماز فجر اور نماز عصر

سیدنا ابو موسیٰؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے دو ٹھنڈی نمازیں پڑھیں وہ جنت میں داخل ہو گا"[3]

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں' ان سے مراد نماز فجر اور نماز عصر ہے۔ خطابی کہتے ہیں ان دونوں کا نام ٹھنڈی رکھا گیا کیونکہ یہ دن کے دو ٹھنڈے وقتوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ وہ دن کے دو کنارے ہیں جب ہوا عمدہ ہوتی ہے اور گرمی کی حدت جاتی رہتی ہے۔[4]

---

[1] صحیح مسلم (۲۰۷۴/۱ حدیث ۲۶۹۹)

[2] الموطا (۱۲۳/۱ حدیث ۱۴) مسند امام احمد (۳۱۵/۵) سنن ابی داؤد (۲۹۵/۱ حدیث ۴۲۵) اور (۱۳۰/۲ حدیث ۱۴۲۰) سنن نسائی (۲۳۰/۱ حدیث ۴۶۱) سنن ابن ماجہ (۴۴۹/۱ حدیث ۱۴۰۱) الاحسان (۱۱۵/۳ حدیث ۱۷۲۹) آپ سے ابن الملقن نے تحفۃ المحتاج (۵۷۶/۱) اور ابن حجر نے التلخیص (۱۴۷/۲) میں نقل کیا ہے۔ ابن عبدالبر کہتے ہیں یہ ثابت صحیح ہے۔ صحیح الجامع (۳۲۴۳) شیخ البانی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

[3] صحیح بخاری (۵۲/۲ حدیث ۵۷۴) صحیح مسلم (۴۴۰/۱ حدیث ۶۳۵)

[4] فتح الباری (۵۳/۲) حدیث شریف میں ہے کہ فجر اور عصر کی نمازوں میں حاضری لگانے والے فرشتے تبدیل ہوتے ہیں نیز قرآن میں بھی ہے کہ ﴿ اِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴾ (مترجم)

(ج) سنن موکدہ
سیدہ ام حبیبہؓ بیان کرتی ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جو کوئی مسلمان بندہ اللہ کے لئے ہر روز بارہ (۱۲) رکعات یعنی غیر فرض نمازیں (مراد سنتیں) پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ضرور اس کے لئے جنت میں گھر بناتے ہیں"[1] اور اسی کے دیگر لفظ ہیں "جس نے دن اور رات میں بارہ (۱۲) رکعات پڑھیں اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا[2] اور اس کی مزید تفصیل بتائی "چار ظہر سے پہلے' دو اس کے بعد' دو مغرب کے بعد' دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت نماز فجر سے پہلے"

(د) تحیۃ الوضوء
سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بلالؓ سے پوچھا: "اسلام لانے کے بعد تم نے اپنے خیال میں سب سے بڑا منافع بخش عمل کیا کیا ہے؟ وہ مجھے بتاؤ کیونکہ میں نے آج رات تیرے جوتوں کی آہٹ اپنے آگے آگے جنت میں سنی ہے؟ سیدنا بلالؓ نے کہا: "میں نے اسلام لانے کے بعد ایسا بڑا منافع بخش عمل اپنے خیال میں کوئی نہیں کیا۔ ہاں! یہ ہے کہ جب بھی میں رات یا دن کی کسی گھڑی میں پورا وضوء کرتا ہوں تو میں اس پر جتنی اللہ نے میری قسمت میں نماز لکھی ہو ضرور پڑھتا ہوں۔"

اور ایک روایت میں ہے "میں نے تیرے جوتوں کی آواز سنی تھی"[3]

ایک اور روایت میں سیدنا بریدہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے بلال! کس وجہ سے تم مجھ سے بھی آگے (پہلے) جنت میں چلے گئے؟ میں جب بھی جنت میں گیا ہوں تو میں نے تیری آہٹ اپنے آگے ضرور سنی۔ آج رات میں جنت میں گیا تو میں نے تیری آہٹ اپنے آگے سنی؟ (یعنی تو مجھ سے پہلے ہی میرے آگے آگے جنت میں چلا جا رہا تھا اور تیرے چلنے سے تیرے جوتوں کی آواز میں سن رہا تھا) سیدنا بلالؓ نے جواب دیا: "جب

---

[1] صحیح مسلم (۱/۵۰۳ حدیث ۷۲۸)۔

[2] جامع الترمذی ۲/۴۱۵ حدیث ۴۱۵) ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

[3] صحیح بخاری (۳/۳۴ حدیث ۱۱۴۹) امام بخاری فرماتے ہیں جوتوں کی آواز سے مراد حرکت ہے۔ صحیح مسلم (۴/۱۹۱۰ حدیث ۲۴۵۸)

بھی میں نے اذان دی تو میں نے دو رکعت نماز ضرور پڑھی۔ جب بھی میں بے وضوء ہوا تو میں نے فوراً وضوء ضرور کیا اور میں نے سمجھا کہ میرے ذمہ اللہ کے لئے دو رکعتیں (پڑھنی لازم) ہیں۔" تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ان دونوں نیک اعمال کی وجہ سے (تجھے یہ رتبہ ملا ہے)۔"[1]

(ھ) خشوع اور حضور قلب سے دو رکعت نماز

سیدنا عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو مسلمان وضوء کرے تو خوب اچھے طریقے سے وضوء کرے۔ پھر اٹھ کر دو رکعت نماز پڑھے۔ اپنے دل اور دماغ کے ساتھ انہیں میں متوجہ ہو تو ضرور اس کیلئے جنت واجب ہو گی۔"[2]

(و) اللہ کے لئے زیادہ سجدے کرنا

سیدنا خالد بن معدانؒ بیان کرتے ہیں' میں رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام سیدنا ثوبانؓ سے ملا۔ میں نے کہا: "آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جس کے سبب سے اللہ مجھے جنت میں داخل کر دے۔" یا کہتے ہیں میں نے کہا: "اللہ کے ہاں محبوب ترین عمل بتایئے؟" وہ چپ رہے۔ میں نے پھر پوچھا تو وہ چپ رہے۔ پھر میں نے تیسری مرتبہ ان سے پوچھا؟ تو فرمانے لگے: میں نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا تو آپؐ نے فرمایا: "تم اللہ کے لئے بکثرت سجدوں کو اپناؤ (یعنی کثرت سے سجدے کرو)۔ تم اللہ کے لئے جو بھی سجدہ کرو گے تو اللہ اس کے سبب تیرا ایک درجہ بلند کریں گے اور تیرا ایک گناہ مٹائیں گے۔"[3]

اور سیدنا ربیعہ بن کعبؓ بیان کرتے ہیں' میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رات گزارتا تھا۔ میں آپؐ کے پاس آپ کے وضوء اور قضائے حاجت کے لئے پانی لے گیا۔ آپؐ نے مجھے فرمایا: "تم کچھ مانگ لو؟" میں نے عرض کیا: "جنت میں آپ کا ساتھ مانگتا ہوں۔" فرمایا: "کیا

---

[1] جامع الترمذی (۵/۵۷۹ حدیث ۳۶۸۹) امام ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث صحیح غریب ہے۔

[2] صحیح مسلم (۱/۲۰۹ حدیث ۲۳۴)

[3] صحیح مسلم (۱/۳۵۳ حدیث ۴۸۸)

اس کے علاوہ بھی کچھ (خواہش) ہے؟ میں نے کہا: "(بس) یہی ہے۔" فرمایا: "تُو اپنے نفس پر کثرت سجود کے ذریعے میری مدد کر (یعنی کثرت سے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدے کرو)"۔[1]

(ز) رات کی نماز سیدنا عبداللہ بن سلامؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے لوگو! اسلام پھیلاؤ، (ایک دوسرے کو ملتے وقت کثرت سے سلام کرو یعنی السلام علیکم کہو اور فقیروں کو) کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو اور رات کو نماز پڑھا کرو جب لوگ سو رہے ہوں۔ (نتیجہ کیا نکلے گا) تم بسلامت جنت میں داخل ہو جاؤ گے"۔[2]

عبادت کے لئے مسجد میں بکثرت جانا

سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: "جو صبح کے وقت مسجد میں گیا یا شام کو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جب بھی وہ صبح آئے یا شام کو آئے جنت میں میزبانی تیار کرتا ہے"۔[3]

اور سیدنا ابو امامہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین شخص ہیں ان میں سے ہر ایک کا اللہ تعالیٰ ضامن ہے۔ اگر وہ زندہ رہیں تو انہیں رزق دیا جائے گا اور ان کی کفالت کی جائے گی اور اگر وہ مر جائیں تو اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں داخل کرے گا ان میں

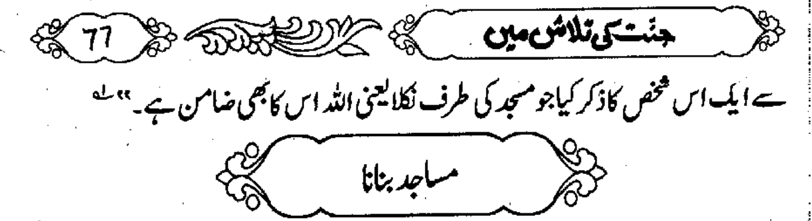
---

[1] صحیح مسلم (۱/ ۳۵۳ حدیث ۴۸۹) ...... مراد اس سے یہ ہے کہ فرض نماز تو تم نے ادا کرنی ہے اس پر مزید نوافل پڑھا کرو، میں تمہاری سفارش کروں گا۔ آج افسوس ان لوگوں پر ہے جو نفل کجا فرض نماز بھی ادا نہیں کرتے اور زبردستی / دھڑلے سے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کے حق دار بنے پھرتے ہیں۔ عرب شاعر نے سچ کہا:

ترجو النجاة ولم تسلك مسالكها فان السفينة لا تجرى على اليبس۔

[2] جامع الترمذی (۴/ ۵۶۳ حدیث ۲۴۸۵) امام صاحب نے اس کو صحیح کہا ہے۔ سنن ابن ماجہ (۱/ ۴۲۳ حدیث ۱۳۳۴) اور (۲/ ۱۰۸۳ حدیث ۳۲۵۱) مسند امام احمد (۵/ ۴۵۱) اور وہ فرماتے ہیں یہ شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔ مستدرک حاکم ۳/ ۱۳، سلسلہ صحیحہ (۵۶۹)

[3] صحیح بخاری (۲/ ۱۴۸ حدیث ۶۶۲) صحیح مسلم (۱/ ۴۶۳ حدیث ۶۶۹)



سے ایک اس شخص کا ذکر کیا جو مسجد کی طرف نکلا یعنی اللہ اس کا بھی ضامن ہے۔"[1]

مساجد بنانا

سیدنا عثمان بن عفانؓ بیان کرتے ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جو مسجد بنائے اور وہ اپنے اس عمل سے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہو' اللہ تعالیٰ اس کے لئے اسی جتنا جنت میں (گھر) بنا دیتے ہیں۔"[2]

اور سیدنا جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اللہ کے لئے مسجد بنائی خواہ وہ سنگخوار[3] کے گڑھے کی طرح ہو یا اس سے بھی چھوٹی۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائیں گے"[4]



مؤذن کی پیروی

سیدنا عمرؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب موذن کہے: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ...... تو تم میں سے کوئی کہے: اَللّٰهُ اَكْبَرُ' اَللّٰهُ اَكْبَرُ پھر وہ کہے: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه تو کہے: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پھر مؤذن کہے: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰه تو وہ بھی کہے: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰه پھر مؤذن کہے: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ تو کہے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پھر وہ

---

[1] سنن ابی داؤد (۱۶/۳) حدیث ۲۴۹۴) الاحسان (یعنی بترتیب صحیح ابن حبان) (۳۵۹/۱ حدیث ۴۴۹) صحیح الترغیب والترهیب (۱۲۸/۱) شیخ البانی نے اس کو صحیح قرار دیا۔

[2] صحیح بخاری (۵۴۴/۱ حدیث ۴۵۰ صحیح مسلم (۳۷۸/۱ حدیث ۵۳۳)

[3] (سنگخوار: ایک جانور ہے وہ انڈا دینے کے لیے جو جگہ منتخب کرتا ہے وہ بہت چھوٹی ہوتی ہے۔ کذا ذکرہ اہل اللغہ یہاں علی سبیل المبالغہ بتایا گیا ہے کہ اگرچہ بہت چھوٹی سی مسجد بنائی ہو اس کا اجر بھی جنت کا محل ہی ہوگا)۔

[4] سنن ابن ماجہ (۲۴۴/۱ حدیث ۷۳۸) مصباح الزجاجہ حافظ بوصیری نے کہا اس کی سند صحیح ہے۔ (۹۴/۱)۔ صحیح الجامع (حدیث ۶۱۲۸) شیخ البانی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔



کہے: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ تو کہے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ پھر مؤذن کہے: اَللّٰهُ أَكْبَرُ ' اَللّٰهُ أَكْبَرُ تو کہے: اَللّٰهُ أَكْبَرُ ' اَللّٰهُ أَكْبَرُ پھر مؤذن جب کہے: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ تو اپنے دل (کے یقین) سے کہے: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ تو وہ (مؤذن کا ساتھ ساتھ جواب دینے والا) جنت میں داخل ہو گا۔"[1]



روزہ

سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑے جاتے ہیں"[2]

اور سیدنا سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: "جنت میں ایک دروازہ ہے جسے "ریان" کہا جاتا ہے۔ قیامت کے روز اس سے صرف روزہ دار داخل ہوں گے۔ ان کے سوا اس میں سے کوئی اور داخل نہ ہو گا۔ کہا جائے گا: "روزہ دار کہاں ہیں؟" تو وہ اٹھیں گے (اور جنت میں داخل ہو جائیں گے) جب وہ داخل ہو جائیں گے تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا اور (اس کے بعد) اس سے کوئی بھی داخل نہ ہو گا"[3]

ایک دوسری حدیث میں اس دروازے کے متعلق آیا ہے: "اور جو اس میں داخل ہو گا وہ کبھی پیاسا نہ ہو گا۔"[4]

اور سیدنا حذیفہؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے ایک دن روزہ رکھا اور اسی (رضا) پر اس کا وہ روزہ ختم ہوا تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔"[5]

---

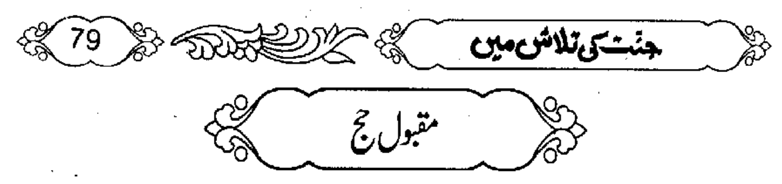
[1] صحیح مسلم (۲۸۹/۱ حدیث ۳۸۵)

[2] صحیح بخاری (۱۱۲/۴ حدیث ۱۸۹۸) اور (۳۳۶/۶ حدیث ۳۲۷۷) صحیح مسلم (۷۵۸/۲ حدیث ۱۰۷۹)

[3] صحیح بخاری (۱۱۱/۴ حدیث ۱۸۹۶) اور (۳۲۸/۶ حدیث ۳۲۵۷) صحیح مسلم (۸۰۸/۲ حدیث ۱۱۵۲)

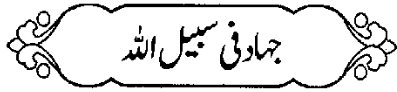
[4] جامع الترمذی (۱۳۷/۳ حدیث ۷۶۵)

[5] مسند امام احمد (۳۹۱/۵) الترغیب والترھیب (۶۱/۲)۔ صحیح الترغیب والترھیب (۴۱۲/۱)



مقبول حج

سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عمرہ دوسرے عمرے تک کا کفارہ ہے اور (مقبول حج) حج مبرور کا جنت کے سوا کوئی بدلہ نہیں ہے۔"[1]

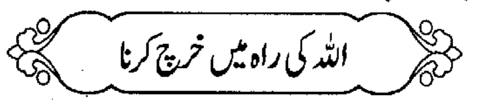


جہاد فی سبیل اللہ

سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے اس شخص کا ذمہ لیا ہے جس نے اس کی راہ میں جہاد کیا۔ اسے اس کی راہ میں جہاد کے سوا کوئی بات (گھر سے) نہیں نکالتی کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے گا یا اسے اس کے گھر کی طرف لوٹائے گا جہاں سے وہ نکلا تھا، اس کے ساتھ اس کو اجر ملے گا یا (مال) غنیمت۔"[2]

اور سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: "جنت میں سو درجات ہیں جو اللہ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔ ان میں سے دو درجوں کے مابین اتنا فاصلہ ہے جیسے آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔"[3]

اور سیدنا عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ بیان کرتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔"[4] آپؐ نے یہ دوران گفتگو فرمایا تھا۔



اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے (اپنے مال میں

---

[1] صحیح بخاری (۳/۵۹۷ حدیث ۱۷۷۳) صحیح مسلم (۲/۹۸۳ حدیث ۱۳۴۹)

[2] صحیح بخاری (۱/۹۲ حدیث ۳۶) اور ۶/۲۲۰ حدیث ۳۱۲۳) حدیث کے لفظ انہی مقامات سے ہیں۔ جب کہ انہوں نے اسے دیگر مقامات پر بھی روایت کیا ہے۔ صحیح مسلم (۳/۱۴۹۵ حدیث ۱۸۷۶)

[3] صحیح بخاری (۶/۱۱ حدیث ۲۷۹۰)

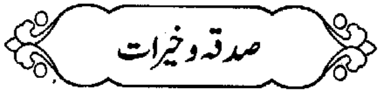
[4] صحیح بخاری (۶/۳۳ حدیث ۲۸/۸) اور دیگر مقامات۔ صحیح مسلم (۳/۱۳۶۲ حدیث ۱۷۴۲)

سے) دو جوڑے اللہ کی راہ میں خرچ کیے اسے جنت کے تمام دروازوں سے آواز دی جائے گی۔ جنت کے ہر دروازے کا نگہبان کہے گا: "اللہ کے بندے! یہ دروازہ بہتر ہے (لہٰذا اس میں سے جنت میں داخل ہو جاؤ) جو کوئی نماز کی پابندی کرنے والوں میں سے ہو گا اسے باب الصلوٰۃ سے بلایا جائے گا' جو جہاد کرنے والوں میں سے ہو گا وہ باب الجہاد سے بلایا جائے گا۔ جو روزے رکھنے والوں میں سے ہو گا وہ باب الریان سے بلایا جائے گا اور جو کوئی اہل صدقہ میں سے ہو گا وہ باب الصدقہ سے بلایا جائے گا۔ سیدنا ابو بکرؓ نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! جو بھی ان دروازوں میں سے کسی ایک دروازے سے بلایا جائے اسے تو کوئی نقصان نہیں۔ (بلکہ اسے تو ہر صورت میں فائدہ ہی فائدہ ہے) تو کیا کوئی ایسا (خوش قسمت) انسان بھی ہو گا کہ جس کو ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا؟" تو آپؐ نے فرمایا: "ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم ان میں سے ہو گے"[1]

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: دو جوڑوں سے مراد مال کی اقسام میں سے کسی قسم کی دو چیزیں ایک ہی نوع کی خرچ کرنا ہے۔

اور فرماتے ہیں: "اللہ کی راہ" میں مراد' اللہ سے ثواب کی طلب کرتے ہوئے ہے۔[2]

اور یہ چیز جہاد وغیرہ جیسی عبادات سے (فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ کے حوالہ سے) زیادہ عام ہے۔[3]



صدقہ و خیرات

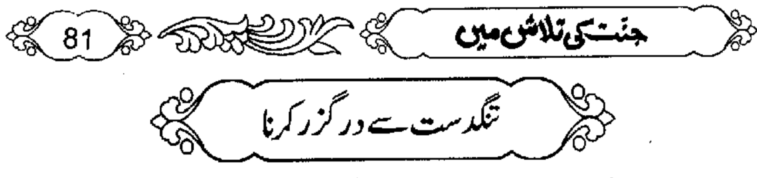
سیدنا حذیفہؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اللہ کی خوشنودی چاہتے ہوئے کوئی صدقہ کیا۔ پھر اسی عمل پر اس کا اختتام کیا' وہ جنت میں داخل ہو گا"[4]

---

[1] صحیح بخاری (۱۱۱/۴ حدیث ۱۸۹۷) صحیح مسلم (۷۱۱/۲ حدیث ۱۰۲۷)

[2] فتح الباری (۱۱۲/۴) [3] فتح الباری (۲۸/۷)

[4] مسند امام احمد (۳۹۱/۵) الترغیب والترہیب (۶۱/۲) صحیح الترغیب والترہیب (۴۱۲/۱) شیخ البانی کہتے ہیں اس کی سند صحیح ہے۔



تنگدست سے درگزر کرنا

سیدنا حذیفہؓ بیان کرتے نبی ﷺ نے فرمایا: "ایک آدمی فوت ہوا تو جنت میں داخل ہو گیا۔ اسے کہا گیا: "تو کیا عمل کیا کرتا تھا؟" اسے یاد آیا یا یاد دلایا گیا تو بولا کہ: "میں لوگوں سے لین دین کرتا تھا تو تنگدست کو مہلت دیتا تھا اور میں (قرض کی واپسی کے وقت) سکہ یا نقد میں سے کچھ معاف کر دیا کرتا تھا۔ چنانچہ اسی نیکی کی وجہ سے بخش دیا گیا۔" سیدنا ابو مسعودؓ نے فرمایا: "میں نے بھی یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔"[1]

امام نووی فرماتے ہیں: حدیث کے الفاظ ((تَجَاوُزْ)) اور ((تَجوُّزْ)) کا مطلب تقاضا کرنے اور چیز لینے میں نرمی برتنا اور چیز (اصل سے) کچھ کم بھی ہو پھر بھی لے لینا ہے۔[2]

راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا

سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "میں نے جنت میں ایک آدمی کو گھومتے پھرتے ہوئے دیکھا ہے جو ایک درخت کی وجہ سے جنت کا حق دار بنا۔ جو اس نے راستہ کے درمیان سے کاٹا تھا کہ جو لوگوں کو (راستے میں چلتے ہوئے) تکلیف دیتا تھا۔"[3]

ایک دوسری روایت میں یہی بات یوں بیان ہوئی ہے: "ایک شخص جس نے کبھی کوئی نیک عمل نہ کیا تھا اس نے کانٹے دار ٹہنی جو راستہ میں تھی یا درخت پر تھی اسے کاٹا اور پھینک دیا۔ پس اللہ نے اس وجہ سے اسے عزت بخشی اور جنت میں داخل کر دیا۔"[4]

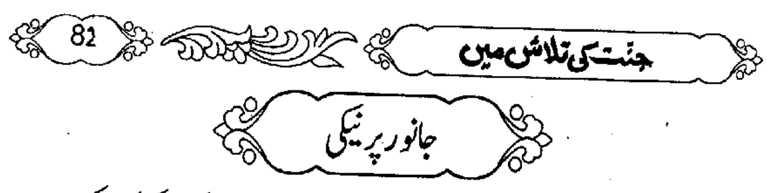
---

[1] صحیح مسلم (۳/ ۱۱۹۵ حدیث ۱۵۶۰)

[2] شرح صحیح مسلم للنووی (۱۰/ ۴۸۳)

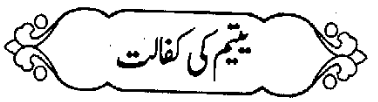
[3] صحیح مسلم (۴/ ۲۰۲۱ حدیث ۱۹۱۴)

[4] سنن ابی داؤد (۵/ ۴۰۸ حدیث ۵۲۴۵) صحیح سنن ابی داؤد (۳/ ۹۸۴) پر شیخ البانی نے اس کو صحیح قرار دیا۔



جانور پر نیکی

سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ سے' ایک آدمی نے ایک کتے کو دیکھا جو پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی چاٹ رہا تھا۔ آدمی نے اپنا جوتا پکڑا اور اسی میں پانی بھر بھر کر اسے پلانے لگا حتیٰ کہ اس کو سیر کر دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل سے خوش ہو کر اسے جنت میں داخل کر دیا''۔[1]



یتیم کی کفالت

سیدنا سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔ آپ نے اپنی شہادت والی اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کیا اور ان دونوں کو (تھوڑا سا) کھولا[2]

یعنی جس طرح یہ دونوں انگلیاں ساتھ ساتھ ہیں اس طرح یتیم کی کفالت کرنے والا آخرت میں جنت میں میرے اس قدر قریب ہو گا۔ جو بہت بڑی سعادت ہے۔

سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یتیم کی کفالت کرنے والا (وہ یتیم) اس کا (رشتہ دار) ہو یا غیر۔ میں اور وہ جنت میں ان دو (انگلیوں) کی طرح ہوں گے۔''[3]

امام ابن الاثیر فرماتے ہیں: یتیم کی کفالت کرنے والا وہ ہے جو اس کے معاملہ کی نگرانی کرے' اس کا خرچہ چلائے اور اس کی تربیت کرے۔

یتیم وہ ہوتا ہے جس کا باپ فوت ہو گیا ہو اور جانوروں میں سے وہ جس کی ماں فوت ہو گئی ہو۔ فرماتے ہیں: (وہ یتیم) اس کا (رشتہ دار) ہو یا غیر کا' معنی یہ ہے کہ: یتیم کی کفالت

۱؎ صحیح بخاری (۱/۲۷۸ حدیث ۱۷۳)

۲؎ صحیح بخاری (۹/۴۳۹ حدیث ۵۳۰۴) (۱۰/۴۳۶ حدیث ۶۰۰۵)

۳؎ صحیح مسلم (۴/۲۲۸۷ حدیث ۲۹۸۳)

کرنے والا اس بات میں برابر ہے کہ وہ اس کے ذوی الارحام سے ہو یا نسب سے ہو مثلاً اپنا پوتا وغیرہ ہو۔ یا کسی اور کا ہو' اس نے اس کی کفالت اٹھالی ہو تو ان کا اجر ایک جیسا ہو گا۔ اھ[1] (ماحاصل یہ ہے کہ یتیم خواہ اپنے رشتہ داروں میں سے ہو یا اجنبی اور غیر ہو' ان کی کفالت کرنے میں اجر و ثواب برابر ہے)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: "اس کے لئے" جو آپؐ نے فرمایا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کا دادا یا چچا یا ماموں یا اس طرح کا کوئی قریبی رشتہ دار ہو۔ یا یہ کہ بچے کا باپ فوت ہو گیا ہو تو اس کی ماں' باپ کی جگہ پوری کر رہی ہو۔ یا اس کی ماں فوت ہو گئی ہو تو اس کا باپ۔ تربیت میں اس کی ماں کی جگہ پوری کر رہا ہو۔[2]

اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نبی ﷺ اور یتیم کی کفالت کرنے والے کے درجے کے درمیان اتنا فرق ہو گا جتنا کہ شہادت کی اور درمیان والی انگلی کا ہے۔ اور ایک دوسری حدیث میں بھی اسی طرح مثال دی گئی ہے جس میں ارشاد ہوا ہے: "میں اور قیامت ان دونوں کی طرح بھیجے گئے ہیں"[3]

سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پہلا میں ہوں گا جس پر جنت کا دروازہ کھولا جائے گا۔ ہاں یہ کہ ایک عورت آئے گی جو مجھ پر جلدی کرے گی۔ میں اس کو کہوں گا: "تجھے کیا ہے؟ اور تو کون ہے؟" تو وہ کہے گی: "میں وہ عورت ہوں جو اپنے یتیموں

---

[1] جامع الاصول (۴۱۸/۱)

[2] فتح الباری (۴۳۶/۱۰)

[3] حوالہ گزشتہ [3] رسول اکرم ﷺ نے اپنی انہی دو یعنی شہادت کی اور درمیانی انگلیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تھا: "میں اور قیامت ان دونوں کی طرح بھیجے گئے ہیں" مطلب یہ کہ جتنا لمبا حصہ ہے اتنی دنیا گزر گئی اور اوپر جو تھوڑا وقفہ ان دونوں کی لمبائی میں ہے اتنی دنیا باقی رہ گئی ہے اور قیامت قریب آ گئی ہے۔ حافظ ابن حجر کے فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ اسی طرح جنت میں رسول مکرم ﷺ کے درجے اور یتیم کی کفالت کرنے والے کے درجے کے درمیان تھوڑا سا فرق ہو گا وَاللّٰہُ اَعْلَمُ (مترجم)

پر بیٹھی رہی۔" (یعنی ان کی پرورش اور تعلیم و تربیت کرتی رہی) [1]

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: آپ کے فرمان "وہ مجھ پر جلدی کرے گی" سے مراد یہ ہے کہ وہ میرے ساتھ (جنت میں) داخل ہوگی یا میرے پیچھے ہی داخل ہوگی۔ [2]

بیٹیوں کی کفالت اور تربیت

سیدنا انسؓ سے مروی ہے بے شک نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے دو بچیوں کی کفالت کی حتیٰ کہ وہ بالغ ہو گئیں وہ روز قیامت یوں آئے گا کہ میں اور وہ اور پھر آپؐ نے اپنی انگلیاں ملائیں (یعنی ہم اس طرح ہوں گے)۔" [3] [4]

اور ترمذی نے اس کو ان لفظوں سے روایت کیا ہے: "جس نے دو بچیوں کی کفالت کی میں اور وہ جنت میں ان دونوں کی طرح ہوں گے۔" اور پھر آپؐ نے اپنی دو انگلیوں کی طرف اشارہ کیا"۔ [5]

امام نووی فرماتے ہیں: ان دونوں کی کفالت کا معنی یہ ہے کہ ان کے خرچ اور تربیت کی ذمہ داری پوری کی۔ [6]

اور سیدہ عائشہؓ بیان فرماتی ہیں میرے پاس ایک غریب عورت آئی جو اپنی دو بیٹیوں کو

---

[1] مسند ابی یعلیٰ (۱۲/۷ حدیث ۶۶۵۱) محقق کتاب حسین اسد فرماتے ہیں اس کی سند جید ہے۔ ابن حجر نے کہا اس کے راویوں پر کوئی جرح نہیں ہے (فتح الباری ۱۰/۴۳۶) اور غماری کہتے ہیں اس کی سند حسن ہے۔ تمام المنہ ۔ بیان الخصال الموجبۃ للجنۃ (ص ۱۴۹)

[2] فتح الباری (۱۰/۴۳۶)

[3] صحیح مسلم (۴/۲۰۲۷ حدیث ۲۶۳۱)

[4] مفہوم یہ کہ ہم دونوں ان دو انگلیوں کی طرح اکٹھے ہوں گے جیسا کہ اگلی احادیث میں بھی آئے گا۔

[5] جامع الترمذی (۴/۲۸۱ حدیث ۱۹۱۴) ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث اس سند سے صحیح ہے۔

[6] شرح صحیح مسلم (۱۶/۴۱۹)

اٹھائے ہوئے تھی۔ میں نے اُسے تین کھجوریں کھانے کو دیں۔ اس نے اپنی ہر بیٹی کو ایک ایک کھجور دے دی اور ایک کھجور خود کھانے کے لئے اپنے منہ میں ڈالنا چاہی۔ اس کی بیٹیوں نے وہ بھی اس سے کھانے کو مانگ لی۔ تو اس نے وہ کھجور جو وہ خود کھانا چاہتی تھی دو ٹکڑے کر کے دونوں کو آدھی آدھی دے دی۔ مجھے اس کا یہ معاملہ عجیب لگا جو کچھ اس نے کیا تھا۔ میں نے (یہ سارا ماجرا) رسول اللہ ﷺ سے ذکر کر دیا تو آپؐ نے فرمایا "بے شک اللہ نے اس کے لئے اس کے بدلہ میں جنت واجب کر دی ہے یا اسے اس کی وجہ سے جہنم سے آزاد کر دیا ہے۔"

(مسلم[1] میں یہی لفظ ہیں جبکہ صحیحین[2] میں سیدہ عائشہؓ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں)

میرے پاس ایک عورت آئی' اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں' اس نے مجھ سے سوال کیا میرے پاس ایک کھجور کے سوا کوئی چیز نہ تھی۔ تو میں نے اسے وہی دے دی۔ اس نے وہ لے لی' اس نے اسے اپنی بیٹیوں میں تقسیم کر دیا اور خود اس سے کچھ نہ کھایا۔ پھر وہ اٹھی اور اپنی بیٹیوں کے ساتھ چلی گئی۔ نبی ﷺ میرے پاس آئے تو میں نے آپ کو اس عورت کا تمام قصہ سنا دیا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: "جس کو بیٹیوں کے معاملہ میں کوئی بھی آزمائش پڑ گئی اور اس نے ان سے اچھا سلوک کیا (تو وہ بیٹیاں کل قیامت کے دن) اس کے لئے جہنم سے پردہ ہوں گی" (یعنی جہنم سے بچنے اور جنت میں داخلہ کا باعث بن جائیں گی)

سیدنا انسؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس کے تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں' وہ اللہ سے ڈرا اور ان کی دیکھ بھال کرتا رہا تو وہ میرے ساتھ جنت میں اس طرح ہو گا۔ پھر آپؐ نے شہادت کی اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔"[3]

---

[1] صحیح مسلم (۴/۲۰۲۷ حدیث ۲۶۳۰)

[2] صحیح بخاری (۱۰/۴۲۶ حدیث ۵۹۹۵) اور صحیح مسلم میں حوالہ گزشتہ کے مطابق۔

[3] شیخ البانی نے اس کو سلسلہ صحیحہ (۲۹۵) میں مسند ابی یعلیٰ سے اس کی سند اور متن کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔

سیدنا جابرؓ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس کی تین بیٹیاں ہوں وہ انہیں (باعزت طریقہ سے رہنے کے لیے) جگہ دیتا ہو۔ ان پر رحم کرتا ہو (حلال ذرائع سے) اور ان کی کفالت کرتا ہو، اس کے لئے یقیناً جنت واجب ہو گی۔ عرض کیا گیا: "اے اللہ کے رسولؐ! اگر دو بیٹیاں ہوں؟ فرمایا: "اور اگر دو ہوں (پھر بھی)۔ تو بعض لوگوں نے خیال کیا، کاش کہ وہ (اصحاب رسول) آپؐ سے ایک بھی کہہ دیتے تو آپؐ فرما دیتے خواہ ایک بیٹی بھی ہو۔"[1]

سیدنا انسؓ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے دو بیٹیوں یا تین بیٹیوں کی کفالت کی یا دو بہنوں یا تین بہنوں کی حتیٰ کہ وہ فوت ہو جائیں یا یہی (کفالت کرنے والا) فوت ہو جائے (اور ایک روایت میں ہے کہ وہ بالغ ہو جائیں) میں اور وہ جنت میں ان دونوں کی طرح ہوں گے"۔

اور آپؐ نے اپنی شہادت کی اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔[2]

حسن اخلاق اور بحث مباحثہ سے پرہیز

سیدنا ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ سے اس بات کے متعلق پوچھا گیا جو لوگوں کی اکثریت کے جنت میں داخلے کا سبب بنے گی۔ تو آپؐ نے فرمایا: "اللہ سے ڈرنا اور حسن اخلاق۔" اور اس چیز کے متعلق پوچھا گیا جو زیادہ لوگوں کو جہنم میں داخل کرے گی۔ تو فرمایا: "منہ اور شرمگاہ"[3]

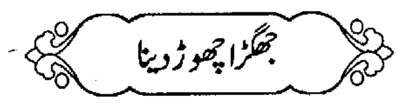
---

[1] مسند امام احمد (۳/۳۰۳) مجمع الزوائد (۸/۱۵۷) الترغیب والترھیب (۳/۸۵)

[2] مسند امام احمد (۳/۱۴۷۔۱۴۸) موارد الظمآن (ص ۵۰۱ حدیث ۲۰۴۵) سلسلہ صحیحہ (حدیث ۲۹۶) شیخ البانی کہتے ہیں یہ سند صحیح ہے اور شیخین کی شرط پر ہے۔

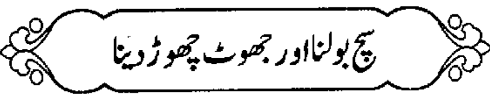
[3] جامع الترمذی اور وہ کہتے ہیں یہ حدیث صحیح غریب ہے۔ (۴/۳۱۹ حدیث ۲۰۰۴) صحیح سنن الترمذی ۲/۱۹۴) البانی کہتے ہیں کہ یہ حسن سند والی ہے سنن ابن ماجہ (۲/۱۴۱۸ حدیث ۴۲۴۶)

اور سیدنا ابو امامہؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں اس شخص کے لئے جنت کے آباد حصے میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس نے جھگڑا چھوڑ دیا (یعنی بحث مباحثہ میں نہ پڑا)' اگرچہ وہ حق پر ہی کیوں نہ ہو۔ اور اس شخص کے لئے جنت کے وسط میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس نے جھوٹ چھوڑ دیا گو کہ مزاح کرتے ہوئے ہی کیوں نہ ہو۔ (یعنی وہ مذاق میں بھی جھوٹ نہ بولے) اور اس شخص کے لئے جنت کے اعلیٰ ترین مقام میں ایک گھر کا (ضامن ہوں) جس کا اخلاق اچھا ہو۔"[1]



جھگڑا چھوڑ دینا

سیدنا ابو امامہؓ کی پہلے بیان کی گئی حدیث سے بھی اس کی دلیل ملتی ہے۔



سچ بولنا اور جھوٹ چھوڑ دینا

سیدنا ابو امامہؓ کی پہلے بیان کی گئی حدیث بھی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ سچ بولنا اور جھوٹ چھوڑ دینا بھی جنت واجب ہونے کا ایک سبب ہے۔

اور سیدنا ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سچائی نیکی کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ آدمی سچ بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ سچا بن جاتا ہے۔ اور جھوٹ گناہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور گناہ جہنم کی راہ دکھلاتا ہے۔ آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ کے ہاں جھوٹا لکھا جاتا ہے۔" (یہ لفظ بخاری کے ہیں)[2]

زبان اور شرم گاہ کی حفاظت

سیدنا سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو مجھے اس چیز کی

---

[1] سنن ابی داؤد (۱۵۰/۵ حدیث ۴۸۰۰) ریاض الصالحین (حدیث ۶۳۴) صحیح الجامع الصغیر (حدیث ۱۴۶۴) شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔ [2] صحیح بخاری (۵۰۷/۱۰ حدیث ۶۰۹۴) صحیح مسلم (۲۰۱۲/۴ حدیث ۲۶۰۷)

ضمانت دے جو اس کے دو جبڑوں اور اس کی دو ٹانگوں کے درمیان ہے' تو میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔" اور ایک حدیث کے الفاظ ہیں: "جس نے مجھے یقین دلا دیا اس چیز کا جو اس کی دو ٹانگوں اور اسے کے دو جبڑوں کے مابین ہے' میں محمدؐ اس کو جنت کا یقین دلاتا ہوں۔"[1]

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: یَضْمَنْ ضَمَانْ سے، نکلا ہے گناہ چھوڑنے کی وفاء کے معنی میں۔ (یعنی اگر گناہ چھوڑنے کا عہد کیا ہے تو ہمیشہ اس پر قائم رہے پھر گناہ کی دلدل میں نہ دھنس جائے) مطلب یہ کہ جس نے زبان کا حق ادا کیا کہ ضروری بات بولنا اور غیر ضروری سے چپ رہنا۔ اور شرم گاہ کا حق ادا کیا یعنی اسے حلال استعمال کیا اور حرام سے رکا رہا۔[2]

غصہ پی جانا اور ناراض نہ ہونا

سیدنا ابو درداءؓ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: "مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تُو غصہ نہ کیا کر' تیرے لئے جنت ہو گی۔"[3]

سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے عرض کیا: "آپ مجھے کوئی وصیت فرمائیں؟" فرمایا: "تو غصہ نہ کر" اس نے بار بار دہرایا آپؐ نے (یہی) فرمایا "تُو غصہ نہ کر۔"[4]

سیدنا معاذ بن انس الجہنیؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے غصہ پی

---

[1] صحیح بخاری (۱۱/۳۰۸ حدیث ۶۴۷۴) اور (۱۲/۱۱۳ حدیث ۶۸۰۷)

[2] فتح الباری (۱۱/۳۰۹)

[3] الترغیب والترھیب (۳/۲۷۷) منذری کہتے ہیں طبرانی نے اسے دو سندوں سے روایت کیا ہے ان میں سے ایک صحیح ہے۔ اور البانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ صحیح الجامع الصغیر (حدیث ۷۳۷۴)

[4] صحیح بخاری (۱۰/۵۱۹ حدیث ۶۱۱۶)



لیا جب کہ وہ اسے عملی جامہ پہنانے پر قادر تھا' تو اللہ عز و جل اسے قیامت کے روز تمام مخلوقات کے رو برو بلائیں گے حتیٰ کہ اسے اختیار دیں گے کہ وہ خوبصورت موٹی آنکھوں والی حوروں میں سے جسے چاہے پسند کرلے (چن لے)"۔ [1]

دل کو حسد و بغض سے پاک رکھنا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہارے پاس اس وقت اہل جنت میں سے ایک آدمی آ رہا ہے۔" (یعنی جنتی آدمی آ رہا ہے۔ جس نے دنیا میں چلتا پھرتا جنتی دیکھنا ہو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔ آپ ﷺ کے اس فرمان کے بعد انصار کا ایک آدمی (صحابی) آیا' اس کی داڑھی سے اس کے وضوء کا پانی گر رہا تھا۔ وہ اپنے جوتے اپنے بائیں ہاتھ میں لٹکائے ہوئے تھا۔ جب اگلا دن ہوا رسول اللہ ﷺ نے (ہم نے دیکھا کہ) فرمایا: "تم پر اس وقت اہل جنت میں سے ایک آدمی آ رہا ہے۔" تو پھر وہی آدمی اپنے پہلے روپ میں آیا۔ جب تیسرا دن ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: "تم پر اس وقت اہل جنت میں سے ایک آدمی آ رہا ہے۔" تو پھر وہی آدمی اپنے اسی پہلے روپ میں آیا۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے تو عبداللہ بن عمرو بن العاص اس شخص کے پیچھے چل پڑے۔ (اور اس شخص کے پاس پہنچ کر) عرض کیا: "میں اپنے باپ سے جھگڑ پڑا ہوں' تو میں نے قسم کھالی ہے کہ میں تین راتیں گھر نہ جاؤں گا۔ اگر آپ مجھے اپنے پاس (اس عرصہ میں رہنے کے لیے) جگہ دے دیں' حتیٰ کہ میری قسم پوری ہو جائے تو میں ایسا کر لوں گا۔ (یعنی دوبارہ اپنے والد کے پاس چلا جاؤں گا) تو انہوں نے فرمایا: "ٹھیک ہے۔"

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ وہ اس شخص [2]

---

[1] سنن ابی داؤد (۵/ ۱۳۷ حدیث ۴۷۷۷)۔ جامع ترمذی (۴/ ۳۲۶۔ ح ۲۰۲۱) اور (۴/ ۵۶۵ ح ۲۴۹۳) سنن ابن ماجہ (۲/ ۱۴۰۰ حدیث ۴۱۸۶۔ صحیح الجامع (حدیث ۶۵۲۲)

[2] اس شخص سے مراد سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہیں جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ (مترجم)

کے ساتھ ایک رات یا تین راتیں رہے۔ اسے رات کو کچھ قیام کرتے ہوئے بھی نہ دیکھا صرف یہ کہ جب وہ اپنے بستر پر جاتا اللہ کا ذکر کرتا اور "اللہ اکبر" کہتا۔ حتیٰ کہ نماز فجر کے لئے اٹھتا تو پورا وضوء کرتا۔ عبداللہ فرماتے ہیں: ہاں یہ ہے کہ میں نے اس سے سوائے خیر کے کچھ نہ سنا۔ جب تین راتیں گزر گئیں تو قریب تھا کہ میں اس کے عمل کو حقیر جانوں۔ میں نے کہا: "اے اللہ کے بندے! میرے اور میرے والد کے درمیان کوئی ناراضگی نہ ہوئی تھی لیکن (میں نے یہ بہانہ آپ سے اس لیے کیا تھا کہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کو تیرے متعلق تین مجلسوں میں یہ فرماتے ہوئے سنا "تم پر اس وقت اہل جنت میں سے ایک آدمی آرہا ہے" تو ان تین مرتبہ میں تم ہی آئے۔ میں نے ارادہ کیا کہ تمہارے پاس رہوں اور تمہارا عمل دیکھوں۔ (کہ کس عمل کی بنا پر تمہاری یہ شان ہے) میں نے تمہیں کوئی بڑا عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ تو وہ کون سی چیز ہے جو تجھے وہاں تک لے گئی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؟!! وہ صحابی جواباً کہنے لگا: "میرے اندر ایسا تو کچھ بھی نہیں۔ ہاں (سوائے اس کے کہ) جو کچھ تم نے دیکھا۔" (بس وہی میرا نیک عمل ہے) (سیدنا عبداللہ کہتے ہیں) میں اس کے ہاں سے نکلا تو اس نے مجھے بلایا اور کہنے لگا: "(میرا کوئی خاص عمل تو) کچھ بھی نہیں ہے سوائے اس کے جو کچھ تم نے دیکھا۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ میں اپنے دل میں کسی بھی مسلمان کے لئے کینہ نہیں رکھتا۔ اور نہ اس پر کسی ایسی بھلائی میں حسد رکھتا ہوں جو اللہ نے اسے خاص طور پر عطا کر رکھی ہو۔" سیدنا عبداللہ بن عمرو نے فرمایا: "یہی تو وہ چیز ہے جس (کے تجسّس و جستجو اور تلاش) نے مجھے (یہاں تک) پہنچا دیا اور یہی وہ بات ہے جس کی ہم طاقت نہیں رکھتے۔"[1]

---

[1] مسند امام احمد (۱۶۶/۳)۔ عمل الیوم واللیلۃ للنسائی (ص ۴۹۳ حدیث ۳۶۳) الترغیب و الترھیب (۱۳/۴) منذری کہتے ہیں اس کی سند بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے۔ المغنی عن حمل الاسفار فی الاسفار فی تخریج احادیث الاحیاء (۱۸۷/۳) حواشی احیاء پر۔ عراقی فرماتے ہیں اس کی سند صحیح اور شیخین کی شرط پر ہے۔

لوگوں کی طرف سے اچھی تعریف

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں "ایک جنازہ گزرا تو فوت ہونے والے کی تعریف کی گئی۔ اس پر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "واجب ہو گئی' واجب ہو گئی' واجب ہو گئی۔" ایک اور جنازہ گزرا تو وفات پانے والے کے بارے میں برے الفاظ سے تبصرے کیے گئے تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "واجب ہو گئی' واجب ہو گئی' واجب ہو گئی۔" سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے اس کے متعلق پوچھا کہ ہمیں بھی بتائیں اصل میں ماجرا کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس کی تم نے تعریف کی اس کے لئے جنت واجب ہو گئی اور جس کی تم نے برائی بیان کی اس کے لئے جہنم واجب ہو گئی۔ تم لوگ زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔ تم لوگ زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو' تم زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔" (یہ لفظ مسلم کے ہیں)[1]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس آدمی کے لئے چار (مؤحد) شخص خیر کی شہادت دیں اللہ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔" ہم نے کہا: "اگر گواہی دینے والے تین ہوں تو؟" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تین بھی۔" ہم نے کہا: "اور دو؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اور دو بھی" پھر ہم نے آپ سے ایک کے متعلق نہ پوچھا۔"[2]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص کے اللہ تعالیٰ کان اس تعریف سے بھر دیں کہ جو لوگ اس کے متعلق بیان کرتے ہوں اور وہ اپنی اس بیان کی جانے والی اچھائی' خوبی اور تعریف کو (دنیا میں) سنتا ہو' وہ اہل جنت میں سے ہے۔ اور جس شخص کے کان اللہ تعالیٰ اس کی برائیوں سے بھر دیں کہ جو لوگ اس کے متعلق کرتے رہتے ہیں اور وہ اپنے متعلق بیان کی جانے والی اس برائی کو (اس دنیا میں) سنتا ہو' وہ

---

[1] صحیح بخاری (۲۲۸/۳ حدیث ۱۳۶۷) صحیح مسلم ۶۵۵/۲ حدیث ۹۴۹)

[2] صحیح بخاری (۲۲۹/۳ حدیث ۱۳۶۸)

12972



اہل جہنم میں سے ہے۔"[1]

والدین سے حسن سلوک

سیدنا ابوہریرہؓ فرماتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو۔ پھر وہ آدمی ذلیل ہو' وہ آدمی رسوا ہو جائے۔" عرض کیا گیا: "اے اللہ کے رسولؐ! کس کی؟" فرمایا: "جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے میں پایا' ان میں سے ایک کو یا دونوں کو اور پھر (ان کی خدمت مدارت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا۔"[2]

اور سیدنا ابودرداءؓ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "والد جنت کا سب سے بہترین دروازہ ہے لہٰذا اگر تم چاہو تو اس دروازے کو ضائع کر لو یا اس کو محفوظ کر لو"[3]

اور سیدنا معاویہ بن جاھمہ سے ...... جاھمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔ عرض کیا: "اے اللہ کے رسولؐ! میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں اور میں آپؐ کے پاس مشورہ کے لئے آیا ہوں۔ فرمایا: "کیا تمھاری ماں ہے؟" کہا "جی ہاں۔" فرمایا: "تو اسی کی خدمت میں لگا رہ' بے شک جنت اس کے قدموں میں ہے۔"[4]

---

[1] سنن ابن ماجہ (۲/ ۱۴۲۲ حدیث ۴۲۲۴) مصباح الزجاجب (۴/ ۲۴۳) میں بوصیری کہتے ہیں اس کی سند کے رجال ثقہ ہیں۔ صحیح الجامع (۲۵۲۷) صحیح مسلم ۴/ ۱۹۷۸ حدیث ۲۵۵۱۔ (جامع الاصول ۱/ ۴۰۰)

[2] صحیح مسلم (۴/ ۱۹۷۸ حدیث ۲۵۵۱)

[3] جامع الترمذی (۴/ ۲۷۵ حدیث ۱۹۰۰) امام فرماتے ہیں حدیث صحیح ہے سنن ابن ماجہ (۲/ ۱۲۰۸ حدیث ۳۶۶۳) مسند امام احمد (۵/ ۱۹۸) موارد الظمان (ص ۴۹۶ حدیث ۲۰۲۳) صحیح سنن ترمذی (۲/ ۱۷۵) مستدرک حاکم (۴/ ۱۵۲) مذکورہ تمام آئمہ نے اس کو صحیح قرار دیا۔

[4] مسند امام احمد (۳/ ۴۲۹) سنن کبرٰی (۳/ ۸) اور سنن صغرٰی (۶/ ۱۱) مستدرک حاکم (۴/ ۱۵۱) صحیح الجامع (۲۶۰۴)

امام طبرانی نے اسے "معجم کبیر"[1] میں ان الفاظ سے روایت کیا ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "کیا تیرے والدین ہیں؟" میں نے کہا: "جی ہاں۔" فرمایا: "تو ان کی خدمت میں لگا رہ بے شک جنت ان کے قدموں تلے ہے"[2]

سیدنا عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رب کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے"[3]

سیدہ عائشہؓ بیان فرماتی ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: "میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں قرأت سنی۔ میں نے کہا: "یہ کون ہے؟" کہنے لگے: "حارثہ بن نعمان۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایسے ہی تمہیں والدین سے حسن سلوک کرنا چاہئے۔ ایسے ہی تمہیں والدین سے حسن سلوک کرنا چاہئے۔"[4]

امام احمد[5] نے اسے ان الفاظ میں روایت کیا ہے کہ: "میں سویا تو میں نے خود کو جنت میں دیکھا۔ میں نے ایک قاری کی آواز سنی جو پڑھ رہا تھا' میں نے کہا: "یہ کون ہے؟" انہوں نے کہا: "یہ حارثہ بن نعمان ہے۔" تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "والدین سے حسن سلوک (سے) ایسے ہی ہوتا ہے۔ والدین سے حسن سلوک (سے) ایسے ہی ہوتا ہے۔ وہ اپنی ماں سے سب سے زیادہ حسن سلوک کرنے والا تھا۔"[6]

---

[1] المعجم الکبیر (۲/۳۲۵ حدیث ۲۲۰۲)

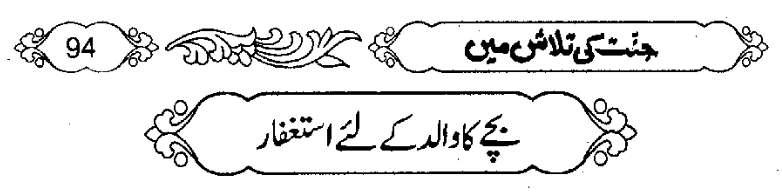
[2] الترغیب والترھیب (۳/۲۱۴) امام منذری اور طبرانی نے اس کی سند کو جید قرار دیا۔

[3] جامع الترمذی (۴/۲۷۴ حدیث ۱۸۹۹) مستدرک حاکم (۴/۱۵۲) (۱۶) موارد الظمآن (ص ۴۹۶ حدیث ۲۰۲۶) صحیح الجامع (حدیث ۳۵۰۶)

[4] مستدرک حاکم (۳/۲۰۸) امام حاکم فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے شیخین کی شرط پر ہے لیکن انہوں نے اسے روایت نہیں کیا۔ ذہبی نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔

[5] مسند امام احمد (۶/۱۵۱' ۱۶۶)

[6] سلسلہ احادیث صحیحہ (حدیث ۹۱۲) شیخ البانی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے۔



بچے کا والد کے لئے استغفار

سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک آدمی کا جنت میں درجہ بلند کیا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے: "یہ کیسے ہوا؟" تو اسے کہا جاتا ہے: "تیرے بچے کے استغفار کی وجہ سے (یعنی تیرا بچہ جو تیرے بعد تیری بخشش کی دعائیں کرتا رہا اس بنا پر ایسا ہوا)۔[1]

مریض کی عیادت کرنا

سیدنا ثوبانؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مریض کی عیادت کرنے والا مخرفہ جنت میں ہو گا۔ اور ایک روایت میں ہے: جس نے مریض کی عیادت کی وہ ہمیشہ "خرفہ جنت" میں رہتا ہے حتیٰ کہ وہ لوٹ آئے۔ اور دوسری روایت میں ہے وہ ہمیشہ خرفہ جنت میں رہتا ہے۔ عرض کیا گیا: "اے اللہ کے رسول! خرفہ جنت کیا ہے؟" فرمایا: "اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جنت کے میوے چنتا رہتا ہے۔"[2]

ابن الاثیر جامع الاصول میں فرماتے ہیں: معنی یہ ہے کہ مریض کی عیادت کرنے والا اس راہ پر ہے جو اسے جنت کی راہ تک پہنچا دے۔ یا مریض کی عیادت کرنے والا جنت کے باغات اور اس کے پھلوں میں ہو گا۔[3]

سیدنا علیؓ بن ابو طالب بیان کرتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جو مسلمان کسی مریض کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے اس کے لئے ستر ہزار فرشتے شام تک دعا کرتے ہیں۔ اور اگر وہ شام کو اس کی عیادت کرے اس کے لئے ستر ہزار فرشتے صبح

---

[1] مسند امام احمد (۲/۵۰۹) سنن ابن ماجہ (۲/۱۲۰۷ حدیث ۳۶۶۰) مصباح الزجاجہ (۴/۹۸) بوصیری کہتے ہیں اس کی سند صحیح ہے۔ صحیح الجامع (حدیث ۱۶۱۷) شیخ البانی نے صحیح قرار دیا۔

[2] صحیح مسلم (۴/۱۹۸۹ حدیث ۲۵۶۸)

[3] جامع الاصول (۹/۵۳۳)

تک دعا کرتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں خریف ہو گا۔"[1]

سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے کسی مریض کی عیادت کی یا اپنے اللہ کے لئے کسی بھائی سے ملاقات کے لئے گیا۔ اسے ایک پکارنے والا پکارتا ہے: "تو پاک ہوا، تیرا چلنا پاک ہوا اور تو نے جنت میں ایک مقام حاصل کر لیا۔"[2]

اللہ کی رضا کے لئے بھائیوں سے ملاقات کرنا

سیدنا ابو ہریرہؓ کی پہلے بیان کی گئی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے۔

سیدنا انسؓ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں جنت میں داخل ہونے والے آدمیوں کے متعلق خبر نہ دوں؟ انہوں نے کہا، کیوں نہیں اے اللہ کے رسولؐ! تو فرمایا: "نبی جنت میں، صدیق جنت میں اور جو آدمی اپنے کسی بھائی کی شہر کے آخری کونے میں (کافی فاصلے پر) صرف اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے ملاقات کو جاتا ہے وہ بھی جنت میں ہو گا۔"[3]

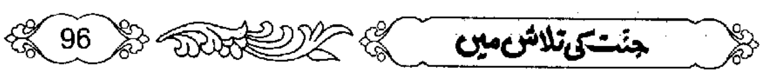
سیدنا انس بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: "جو بندہ اپنے اللہ کریم (کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے) کے لئے کسی دینی بھائی کو ملنے جاتا ہے، اس کو ایک پکارنے والا آسمان

---

[1] جامع الترمذی (۳/۳۰۰ حدیث ۹۶۹) سنن ابن ماجہ ۱/۴۶۳ حدیث ۱۴۴۲) سنن ابی داؤد ۳/۴۷۵ حدیث ۳۰۹۸، ۳۰۹۹، ۳۱۰۰) صحیح جامع الترمذی (۱/۲۸۶) موارد الظمآن (ص ۱۸۲ حدیث ۷۱۰)

[2] سنن ابن ماجہ (۱/۴۶۴ حدیث ۱۴۴۳) اور اس میں "اپنے اللہ (کی رضا و خوشنودی) کے لئے بھائی کی زیارت کی" کے الفاظ نہیں ہیں۔ جامع الترمذی (۴/۳۲۰ حدیث ۲۰۰۸) امام ترمذی نے حسن غریب قرار دیا۔ صحیح سنن الترمذی (۲/۱۹۵) شیخ البانی نے حسن کہا۔ موارد الظمآن (ص ۱۸۳ حدیث ۷۱۲) ابن حبان نے صحیح کہا ہے۔

[3] المعجم الصغیر (۱/۴۶) المتجر الرابح (ص ۵۳۴) المعجم الکبیر (۱۹/۱۴۰) صحیح الجامع (حدیث ۲۶۰۴) شیخ البانی نے اس کو حسن قرار دیا ہے۔



سے پکارتا ہے: ”تو اچھا ہوا' تیرے لئے جنت اچھی ہوئی' اگر یہ نہ ہو تو اللہ اپنے عرش کی بادشاہت پر فرماتے ہیں: ”میرے بندے نے میرے لئے (اپنے بھائی کی) زیارت کی ہے اور میرے ذمے اس کی قریٰ / مہمانی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے ثواب میں سوائے جنت کے کچھ اور دینا پسند نہیں کریں گے۔“[1]

اولاد وغیرہ اور عزیزوں کے انتقال پر صبر کرنا

سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”جب میں دنیا میں اپنے کسی بندے کے قریبی عزیز (یا جگری دوست) کو موت دے دوں۔ پھر وہ اس پر صبر کر کے ثواب کی امید کرے تو میرے پاس اس کے لئے جنت کے سوا کوئی بدلہ نہیں ہے۔“[2]

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: حدیث میں آنے والے لفظ ((صَفِيِّہ)) کا مطلب بہت پیارا ہے۔

جیسے اولاد اور بھائی (بہن) اور ہر وہ عزیز جس سے انسان بے حد محبت کرتا ہو۔ قبض سے مراد اس کی روح قبض کرنا یعنی موت ہے۔ فرماتے ہیں ((اِحْتَسَبَهُ)) سے مطلب اللہ سے اجر کی امید کرتے ہوئے اس کے فوت ہونے پر صبر کیا۔[3]

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: اس سے ابن بطال نے استدلال کیا ہے کہ جس شخص کا ایک بیٹا فوت ہو جائے اس کو اجر بھی اتنا ہی ملے گا جتنا اس شخص کو جس کے تین اور اسی طرح دو بیٹے فوت ہوئے ہوں۔[4]

---

[1] کشف الاستار عن زوائد البزار (۳۸۸/۲ حدیث ۱۹۱۸) مسند ابی یعلیٰ (۱۶۶/۷ حدیث ۴۱۴۰) الترغیب و الترھیب (۲۳۹/۳) المتجر الرابح (ص ۵۳۴)

[2] صحیح بخاری (۲۴۱/۱۱ حدیث ۶۴۲۴)

[3] فتح الباری (۲۴۲/۱۱) [4] حوالہ گزشتہ (۲۴۳/۱۱)

اور سیدنا انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں جو بالغ نہ ہوئے ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی خاص رحمت کی وجہ سے جنت میں داخل کرے گا۔"[1]

نسائی کی ایک اور روایت میں ہے "جس نے اپنے تین حقیقی بچوں کے فوت ہونے پر صبر کیا وہ جنت میں داخل ہو گا" ایک عورت کھڑی ہوئی کہا: "یا دو؟" فرمایا: "ہاں یا دو بھی۔" تو اس عورت نے کہا: "کاش! میں نے ایک کہا ہوتا۔"

اور سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' بے شک رسول اللہ ﷺ نے انصار کی عورتوں کو فرمایا: "تم میں سے کسی کے تین بچے فوت ہو جائیں وہ اس پر صبر کرے تو وہ ضرور جنت میں داخل ہو گی" ان میں ایک عورت نے کہا: یا دو ہوں اے اللہ کے رسول ؐ! (یعنی اگر تین نہیں بلکہ دو بیٹے فوت ہو جائیں تو؟) تو آپؐ نے فرمایا: "یا دو ہوں"[2]

یہ بخاری[3] اور مسلم[4] میں بھی ان الفاظ میں ہے "کہ جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں تو وہ جہنم میں داخل نہ ہو گا مگر قسم پوری کرنے کے لئے (پل صراط سے ضرور گزرنا پڑے گا)"[5]

سیدنا ابو حسان ؒ بیان کرتے ہیں' میں نے سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے کہا: "میرے دو بیٹے فوت ہو گئے ہیں۔ کیا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی ایسی حدیث بتائیں گے جس سے فوت شدگان کی وجہ سے ہمارے غمزدہ دل اچھے ہو جائیں۔ فرمایا: "جی ہاں! ان کے چھوٹے بچے جنت کے دعامیص ہوں گے۔ ان میں سے ایک (بچہ) اپنے باپ یا اپنے والدین سے ملے گا۔ وہ اس کا کپڑا

---

[1] صحیح بخاری (۱۱۸/۳ حدیث ۱۲۴۸) اور (۲۴۴/۳ حدیث ۱۳۸۱) سنن نسائی (۲۴/۴)

[2] صحیح مسلم (۲۰۲۸/۴ حدیث ۲۶۳۲)

[3] صحیح بخاری (۱۱۸/۳ حدیث ۱۲۵۱) اور (۵۴۱/۱۱ حدیث ۶۶۵۶)

[4] حوالہ گزشتہ [5] اس سے مراد قرآن پاک سورۂ مریم کی آیت نمبر ۷۱ ہے ارشاد ہوا "اور تم میں کوئی (شخص) نہیں مگر اسے اس پر گزرنا ہو گا یہ تمہارے پروردگار پر لازم اور مقرر ہے' واللہ اعلم۔ (مترجم)



ہاتھ میں پکڑ لے گا۔ جیسے میں تمہارے کپڑے کا کنارہ پکڑے ہوئے ہوں اور وہ اس وقت تک نہ چھوڑے گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اور اس کے باپ کو جنت میں داخل نہ کر دے۔"[1]

نووی فرماتے ہیں: دعامیص یعنی وہاں کی چھوٹی مخلوق۔ اصل میں دعموص پانی کے اس کیڑے کو کہتے ہیں جو اس سے الگ نہیں ہوتا۔ یعنی یہ چھوٹا بچہ جنت میں ہوگا اور وہاں سے جدا نہ ہوگا۔[2]

سیدنا معاویہ بن قرہؓ سے .... وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں' ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔ آپؐ نے فرمایا: "کیا تو اس سے محبت کرتا ہے؟" کہنے لگا: اللہ آپ کو بھی محبوب کرے جیسے میں اس کو محبوب رکھتا ہوں۔" وہ فوت ہو گیا۔ آپؐ نے س شخص کو غائب پایا تو آپؐ نے اس کے متعلق پوچھا۔ (وہ حاضر ہوا) تو فرمایا: "کیا تجھے اس بات سے خوشی نہیں کہ تو جنت کے دروازوں میں سے جس دروازے پر بھی جائے تو اس کو وہاں پائے۔ وہ دوڑ کے آئے۔ تیرے لئے دروازہ کھولے"[3]

سیدنا عتبہ بن عبدالسلمیؓ بیان کرتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں جو بالغ نہ ہوئے ہوں تو وہ اس کو ضرور جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس سے وہ چاہے ملیں گے"[4]

سیدنا ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کسی کا بچہ فوت

---

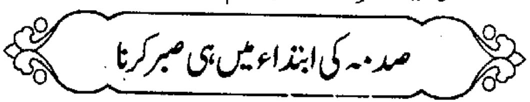
[1] صحیح مسلم (۲۰۲۹/۴) حدیث ۲۶۳۵

[2] شرح صحیح مسلم (۴۲۰/۱۶)

[3] سنن نسائی (۴/۲۲-۲۳) فتح الباری (۱۲۱/۳) موارد الظمآن (ص ۱۸۵ حدیث ۷۲۵) صحیح سنن نسائی (۲/۴۰۴) ابن حبان اور البانی نے اسے صحیح قرار دیا۔

[4] سنن ابن ماجہ (۵۱۲/۱ حدیث ۱۶۰۴) الترغیب و الترھیب (۸۹/۳) فتح الباری (۱۲۱/۳) صحیح سنن ابن ماجہ (۲۶۸/۱) ان سب شیوخ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا۔

ہوتا ہے تو اللہ اپنے فرشتوں سے فرماتے ہیں: ”تم نے میرے بندے کے بچے کو فوت کر دیا“ تو وہ کہتے ہیں: ”جی ہاں“ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”تم نے اس کے دل کا ٹکڑا (متاع عزیز) چھین لیا۔“ تو وہ کہتے ہیں: ”جی ہاں“ اللہ فرماتا ہے: ”میرے بندے نے کیا کہا؟“ تو وہ کہتے ہیں: ”اس نے تیری حمد کی اور ((اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ)) پڑھا۔ تو اللہ فرماتا ہے: ”تم میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھ دو۔“[1]



صدمہ کی ابتداء میں ہی صبر کرنا

سیدنا ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”ابن آدم! اگر تو صبر کرے اور صدمہ اولیٰ[2] (تکلیف کی ابتدا) کے وقت اجر کی امید رکھے تو میں تیرے لئے جنت سے کم کسی ثواب پر راضی نہ ہوں گا۔“[3]

نظر چلی جانے پر صبر کرنا

سیدنا انسؓ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”(اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) جب میں اپنے بندے کو اس کی دو پیاری اور محبوب ترین چیزوں سے محروم کر کے آزماتا ہوں، پھر وہ صبر کرتا ہے تو میں اس کو اس کے بدلہ میں جنت عطا کر دیتا ہوں۔“ مراد اس کی دو آنکھیں ہیں۔“[4]

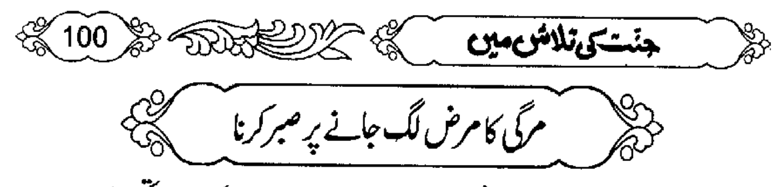
---

[1] جامع الترمذی (۳۴۱/۳ حدیث ۱۰۲۱) صحیح الجامع (حدیث ۷۹۵) موارد الظمآن (ص ۱۸۵ حدیث ۷۲۶) امام ترمذی اور البانی نے اسے حسن جبکہ ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

[2] اس میں وہ حدیث مبارکہ بھی آتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کو اس کے بیٹے کی وفات پر ایسے الفاظ فرمائے تھے۔

[3] سنن ابن ماجہ (۵۰۹/۱ حدیث ۱۵۹۷) مصباح الزجاجہ (۴۹/۲) صحیح سنن ابن ماجہ (۲۶۶/۱) بوصیری نے اس کو صحیح جبکہ البانی نے حسن کہا ہے۔

[4] صحیح بخاری (۱۱۶/۱۰ حدیث ۵۶۵۳)



مرگی کا مرض لگ جانے پر صبر کرنا

سیدنا عطاءؒ بیان کرتے ہیں' مجھے سیدنا ابن عباس نے فرمایا: "کیا میں تجھے اہل جنت میں سے ایک عورت نہ دکھاؤں؟" میں نے کہا: "کیوں نہیں۔" تو فرمایا: "یہ کالی عورت نبی ﷺ کے پاس آئی کہنے لگی: "مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور میرا پردہ کھل جاتا ہے۔ آپ اللہ سے میرے لئے دعا کریں۔" آپؐ نے فرمایا: "اگر تو چاہے تو صبر کر لے پھر تیرے لئے جنت ہو گی۔ اور اگر تو چاہئے تو میں اللہ سے دعا کروں وہ تجھے عافیت (مرگی سے نجات) دے" کہنے لگی: "میں صبر کروں گی"۔ پھر کہنے لگی: "میرا پردہ کھل جاتا ہے بس آپ اللہ تعالیٰ سے فقط میرے لئے یہ دعا کریں کہ (جب مجھے مرگی کا دورہ پڑے تو) میرا پردہ نہ کھلے۔"" تو آپؐ نے اس کے لئے (اس امر کی) دعا کی۔"[1]

عورت کا اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرنا

سیدنا ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب عورت پانچ فرض نمازیں پڑھے' ماہ رمضان کے روزے رکھے' اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو وہ جنت کے (آٹھوں) دروازوں میں سے جس سے چاہے جنت میں داخل ہو گی"[2]

سیدنا حصین بن محصنؓ بیان کرتے ہیں' ان کی ایک پھوپھی نبی ﷺ کے پاس کسی کام سے گئی' وہ اپنے کام سے فارغ ہوئی تو نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: "کیا تو شادی شدہ ہے؟" کہنے لگی: "جی ہاں۔" فرمایا: "تو اس (اپنے خاوند) کے لئے کیسی ہے؟" کہنے لگی: "میں اس

---

[1] صحیح بخاری (۱۰/ ۱۱۴ حدیث ۵۶۵۲) صحیح مسلم (۴/ ۱۹۹۴ حدیث ۲۵۷۶)

[2] موارد الظمان (ص ۳۱۵ حدیث ۱۲۹۶) صحیح الجامع (حدیث ۶۶۰) شیخ البانی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ مسند امام احمد (۱/ ۱۹۱) مختصر زوائد البزار لابن حجر (۱/ ۵۸۷ حدیث ۱۰۴۴)

کی خدمت میں کوئی کوتاہی نہیں کرتی ماسوائے کہ جو میں کر ہی نہ سکوں۔" فرمایا: "دیکھ لے تیری اس سے کیا نسبت ہے۔ وہ تو تیری جنت بھی ہے اور جہنم بھی۔"[1]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے .... نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: "کیا میں تمہیں جنت میں جانے والی عورتوں کی خبر نہ دوں؟ لوگوں نے کہا: "کیوں نہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!" فرمایا: "ہر زیادہ بچے جنم دینے والی اور خاوند سے بے پناہ محبت کرنے والی عورت، جب اُسے غصہ آ جائے یا اسے تنگی دی جائے (یعنی اس سے زیادتی کی جائے) یا اس سے اس کا خاوند ناراض ہو جائے تو وہ (پھر بھی اپنے خاوند سے یہی) کہے: "میرا ہاتھ تیرے ہاتھ میں ہے اور جب تک تم راضی نہیں ہوتے میں نیند کا سرمہ نہ لگاؤں گی۔" (سو نہ سکوں گی)[2]

اس کے شواہد میں سے طبرانی کبیر میں سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث[3] ان الفاظ میں ہے: "محبت کرنے والی، بچے جنم دینے والی۔" ایسی کہ اگر وہ ظلم کرے یا اس پر ظلم کیا جائے تو کہتی ہے "میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے جب تک تو راضی نہ ہو گا میں نیند کا ذائقہ نہ چکھوں گی۔"[4]

لوگوں سے کچھ بھی نہ مانگنا

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو مجھے ضمانت دے کہ وہ لوگوں سے کچھ بھی نہ مانگے گا، میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔" سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی ایسا ہو گیا۔ راوی کہتا ہے: "لہٰذا اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے

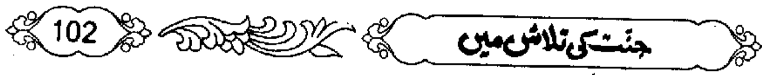
---

[1] مسند امام احمد (۳۴۱/۴) [2] السنن الکبری (۳۱۰/۵ حدیث ۸۹۶۲ تا ۸۹۶۹) المتجر الرابح (ص ۶۵۰) الترغیب والترہیب (ص ۳/ ۴۷) مستدرک حاکم ۱۸۹/۲۔

[2] المتجر الرابح (ص ۶۵۰) الترغیب والترہیب (۳/ ۴۷) مستدرک حاکم ۱۸۹/۲) المعجم الصغیر (۴۶/۱)

[3] المتجر الرابح (ص ۶۴۹) المعجم الکبیر (۱۴۰/۱۹)

[4] صحیح الجامع (حدیث ۲۶۰۴)



سیدنا ثوبانؓ لوگوں سے کوئی چیز نہ مانگتے تھے۔"[1]

ابن ماجہ اور احمد کی ایک روایت میں ہے ثوبانؓ جب سواری پر سوار ہوتے اور ان کا کوڑا گر جاتا تو کسی سے نہ کہتے کہ مجھے یہ پکڑا دو حتیٰ کہ اترتے اور خود ہی اس کو پکڑتے۔

اللہ کے رب ہونے، محمدؐ کے نبی ہونے پر راضی ہونا

سیدنا ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے ابو سعید جو اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہو گیا اس کے لئے جنت واجب ہو گئی"[2]

اور ابو داؤد[3] نے اسے ان الفاظ میں روایت کیا ہے: جس نے کہا: "میں اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمدؐ کے رسول ہونے پر راضی ہو گیا اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔"

طلب ثواب میں بارہ سال اذان دینا

سیدنا ابو موسیٰ اشعریؓ بیان فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ روز قیامت دنوں کو ان کی ہیئت کے مطابق اٹھائیں گے اور روز جمعہ کو روشن اور چمکدار بنائیں گے۔ اس دن کا اہتمام کرنے والے نہایت عزت و اکرام پائیں گے جیسے دلہن اپنے پیارے

---

[1] سنن ابی داؤد (۲/۲۹۵ حدیث ۱۶۴۳) سنن نسائی (۵/۹۶) سنن ابی ماجہ (۱/۵۸۸ حدیث ۱۸۳۷) مسند امام احمد (۵/۲۸۱) امام نووی، منذری اور علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا۔ ریاض الصالحین (حدیث ۵۳۹) الترغیب والترہیب (۲/۸) صحیح الترغیب والترہیب (حدیث ۸۰)

[2] صحیح مسلم (۳/۱۵۰۱ حدیث ۱۸۸۴)

[3] سنن ابی داؤد (۲/۱۸۳ حدیث ۱۵۲۹) السلسلۃ الصحیحۃ (حدیث ۳۳۴) علامہ البانی نے اس کی سند کو جید کہا ہے۔

کی طرف بھیجی جائے۔ جمعہ کا دن ان کے لئے چمک رہا ہو گا اور وہ اس کی روشنی میں چلیں گے۔ ان کے رنگ سفیدی میں برف کی مانند ہوں گے۔ ان کی خوشبو کستوری کی طرح پھوٹ رہی ہو گی۔ وہ کافور کے پہاڑوں میں غوطے لگائیں گے (دوڑ رہے ہوں گے) جن وانس انہیں دیکھیں گے تو وہ ازراہ تعجب سر نہ ہلا سکیں گے حتیٰ کہ یہ لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ ان کے ساتھ کوئی نہ مل سکے گا (یعنی ان کے اجر کو نہ پہنچ سکے گا) سوائے ان موذنوں کے جو ثواب کی امید پر اذان دیتے ہیں۔"[1]

اور سیدنا ابن عمرؓ سے ... نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے بارہ (۱۲) سال تک اذان دی اس کے لئے جنت واجب ہو گی۔ اذان کے بدلے اس کے لئے ہر روز ساٹھ نیکیاں لکھی جائیں گی اور ہر اقامت کے بدلے تیس نیکیاں ہوں گی۔"[2]

دودھ والے جانور کا تحفہ

سیدنا عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "چالیس کام ایسے ہیں کہ جو ثواب کی غرض سے ان میں سے کسی ایک کو بھی اپنا لے اور اس [illegible] لے اجر و ثواب کا اسے یقین ہو اللہ تعالیٰ اس کام کی وجہ سے اسے جنت میں داخل فرما دے گا۔ ان کاموں میں سے سب سے عمدہ اور بلند تر کام (دودھ دینے والی) بکری کا عطیہ کرنا ہے۔"

اسی حدیث کے راویوں میں سے سیدنا حسانؒ کہتے ہیں: ہم نے بکری کے عطیہ کے بعد سلام کا جواب، چھینکنے والے کا جواب، راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹانا وغیرہ جیسے اعمال شمار کئے تو ہم پندرہ خصلتوں کو بالاستیعاب شمار نہ کر سکے۔[3]

---

[1] صحیح ابن خزیمہ (۳/۱۱۷ حدیث ۱۷۳۰) صحیح الجامع (حدیث ۱۸۷۲) علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

[2] سنن ابن ماجہ (۱/۲۴۱ حدیث ۷۲۸) مستدرک حاکم (۱/۲۰۵) سنن الکبری بیہقی (۱/۴۳۳) الترغیب و الترہیب (۱/۱۱۱) صحیح الجامع (حدیث ۶۰۰۲)

[3] صحیح البخاری (۵/۲۴۳ حدیث ۲۶۳۱)

اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: ابن بطال کا قول ہے جس کا خلاصہ یہ ہے: سیدنا حسانؓ کی بات میں کوئی ایسی چیز نہیں جس سے ان چیزوں کا نہ ہونا پایا جائے۔ آپ ﷺ نے نیکی اور خیر کی راہوں میں سے اتنی راہوں پر ترغیب دی ہے جن کی کثرت کا شمار نہیں۔ یہ بھی معلوم ہے کہ آپ ﷺ چالیس خصلتوں کو جانتے تھے آپؐ نے تو ان کا ذکر اس مقصد کے لئے نہیں کیا کہ ان کا ذکر نہ کرنا ہی ہمارے لئے زیادہ نفع مند ہے۔ وہ اس طرح کہ ان کی تعیین۔ ان کے سوا دیگر نیکی کی راہوں میں کمی کا باعث نہ ہو جائے۔اھ [1]

مال کی حفاظت میں قتل کیا جانا

سیدنا عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا گیا تو اس کے لئے جنت ہے۔" [2]

جو عورت اپنے نفاس میں فوت ہو جائے

سیدنا راشد بن حبیشؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ عزوجل کی راہ میں قتل ہونا شہادت ہے، طاعون سے فوت ہونا شہادت ہے، پانی میں غرق ہونا شہادت ہے، پیٹ کے مرض سے موت شہادت ہے، اور (حالت نفاس میں مرجانے والی عورت کی موت بھی شہادت ہے) نفاس والی عورتوں کو ان کا بچہ اپنی نال کے ساتھ جنت کی طرف کھینچے گا"۔

فرماتے ہیں ابو العوام نے اس میں یہ اضافہ کیا اور جلنا اور سیلاب سے مرنا؟" (یعنی سیلاب سے اور جل کر مرنے والا موحد بھی شہید ہو گا اور جنت کا مستحق) [3]

---

[1] فتح الباری (۲۴۳/۵)

[2] سنن نسائی (۱۱۵/۷ حدیث ۴۰۸۷) صحیح الجامع (حدیث ۶۴۴۶) اور البانی کہتے ہیں یہ صحیح ہے۔

[3] مسند امام احمد (۴۸۹/۳) الترغیب و الترھیب (۲۰۱/۲) صحیح الجامع (حدیث ۴۴۳۹) علامہ منذری اور البانی نے اس کی سند کو حسن قرار دیا۔

ابن الاثیر فرماتے ہیں (حدیث کے متن میں آنے والے لفظ): سُرَّۃٌ (ناف) وہ چیز ہے کہ جب دائی نال کاٹتی ہے تو جو باقی رہ جاتی ہے۔ جبکہ سَرَرٌ (حدیث کے لفظ کا مفہوم) وہ ہے جس کو وہ کاٹ پھینکے۔[1]

پردیس میں موت آنا

سیدنا عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں ' ایک آدمی مدینہ میں فوت ہوا۔ نبی ﷺ نے جب اس کا جنازہ پڑھایا تو فرمایا: "کاش کہ یہ اپنی جائے پیدائش کے علاوہ (کسی اور علاقہ) میں فوت ہوتا۔ لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا: "کیوں اے اللہ کے رسولؐ!" فرمایا: "بے شک آدمی جب اپنی جائے پیدائش کے علاوہ کسی اور علاقہ میں فوت ہو جائے اس کے لئے اس کی جائے پیدائش سے اس کے سفر کے آخر یعنی موت کے مقام تک (کے فاصلے کے بقدر) جنت ماپ کر دی جائے گی۔[2]

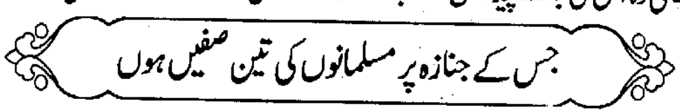
(علامہ) سندھی فرماتے ہیں: "اپنے سفر کے آخر تک" یعنی وہ جگہ جہاں اس کی زندگی ختم ہو "اثر" سے مراد یہاں موت کا وقت ہے کیونکہ وہ عمر کے پیچھے چلتا ہے۔ اور اس سے اس کا جنت میں سفر اور چلنا بھی مراد لیا جا سکتا ہے۔ اس کا ظاہر یہ ہے کہ اسے جنت میں اس اندازے کے مطابق عطا کیا جاتا ہے کیونکہ اسکی موت پردیسی ہونے کی حالت میں ہوئی۔ اھ[3]
امام ابن حبان نے اس حدیث پر ان الفاظ میں باب باندھا ہے "جو شخص پردیس میں فوت ہو اس کی جائے پیدائش سے لے کر اس کے معاملہ کے آخر تک اللہ کی طرف سے اسے جنت دیئے جانے کا ذکر۔"[4]

---

[1] النھایۃ مادۃ "سرر" (۳۵۹/۲) [2] مسند امام احمد (۱۷۷/۲) سنن نسائی (۷/۴، ۸) سنن ابن ماجہ (۵۱۵/۱ حدیث ۱۶۱۴) الاحسان (۲۵۷/۴ حدیث ۲۹۲۳) صحیح الجامع (حدیث ۱۶۱۶)

[3] حاشیہ سندھی بر نسائی (۸/۴) [4] ابن حبان نے اس لفظ "اَمْرِہٖ" سے باب باندھا ہے بجائے "اَثَرِہٖ" کے کیونکہ اس کے ہاں حدیث کے لفظ "عِنْدَ مُنْقَطَعِ اَمْرِہٖ" ہیں۔

امام ابن حبان کے کلام سے اس کا مطلب یہ ظاہر ہے کہ اسے جنت میں جو جگہ دی جائے گی وہ اس کی جائے پیدائش سے جائے موت تک کی مسافت کے برابر ہو گی۔



جس کے جنازہ پر مسلمانوں کی تین صفیں ہوں

سیدنا مالک بن ھبیرہؓ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو مسلمان فوت ہو جائے اس پر (موحد) مسلمانوں کی تین صفیں جنازہ پڑھیں تو ضرور اس کے لئے (جنت) واجب ہو گی۔ فرماتے ہیں: امام مالک جب اہل جنازہ کو کم سمجھتے تو اس حدیث کی وجہ سے ان کو تین صفوں میں تقسیم کرتے۔“[1]

ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں (زوجہ نبی ﷺ) سیدہ عائشہؓ، سیدہ میمونہؓ اور سیدہ ام حبیبہؓ رضی اللہ عنہن اور ابو ہریرہؓ سے بھی روایت موجود ہے۔

مصیبت زدہ سے اظہار ہمدردی کرنا

سیدنا عمرو بن حزمؓ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی مومن اپنے کسی بھائی کی مصیبت پر اسے تسلی دیتا ہے تو اللہ رب العزت اسے روز قیامت کرامت (عزت و تکریم) والے لباسوں میں سے لباس پہنائیں گے۔“[2]

سلام پھیلانا، کھانا کھلانا، صلہ رحمی کرنا اور نرم کلام کرنا

سیدنا ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے

---

[1] سنن ابی داؤد (۳/ ۵۱۴ حدیث ۳۱۶۶) جامع الترمذی (۳/ ۳۴۷ حدیث ۱۰۲۸) سنن ابن ماجہ (۱/ ۴۷۸ حدیث ۱۴۹۰) مسند امام احمد (۴/ ۷۹) مستدرک حاکم (۱/ ۳۶۲۔ ۳۶۳) المجموع (شرح المهذب) (۵/ ۱۶۵)

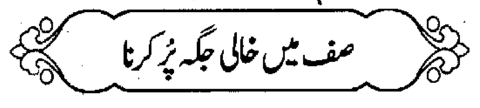
[2] سنن ابن ماجہ (۱/ ۵۱۱ حدیث ۱۶۰۱) سنن کبریٰ بیہقی (۴/ ۵۹) الاذکار (ص ۱۹۷ حدیث ۴۶۳) الکتاب فی تسلیۃ المصاب (ص ۲۲) صحیح سنن ابن ماجہ (۱/ ۲۶۷)

قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم جنت میں داخل نہ ہو گے حتیٰ کہ تم مومن بن جاؤ۔ اور تم کامل مومن نہ بن سکو گے حتیٰ کہ باہم محبت کرو۔ کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں کہ جب تم وہ کر لو تو باہم محبت کرنے لگو؟ (وہ یہ کہ) اپنے درمیان سلام پھیلاؤ"[1]

اور سیدنا عبداللہ بن سلامؓ بیان فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے لوگو! تم سلام پھیلاؤ' کھانا کھلاؤ' صلہ رحمی کرو اور رات کو اس وقت نماز پڑھو جب لوگ سوتے ہیں' تم جنت میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ گے"۔[2]

سیدنا ابو مالک اشعریؓ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: "جنت میں ایسے کمرے ہیں جن کے باہر سے اندر اور اندر سے باہر دیکھا جا سکتا ہے۔ اللہ کریم نے وہ ان لوگوں کے لئے تیار کئے ہیں جنھوں نے کھانا کھلایا' گفتگو میں نرمی اختیار کی' پے در پے روزے رکھے اور رات کو اس وقت نماز پڑھی کہ جب لوگ سو رہے ہوں۔"[3]

شریح بن ھانئ وہ اپنے باپ سے انہوں نے کہا: "اے اللہ کے رسولؐ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو میرے لئے جنت واجب کر دے؟ فرمایا: "تُو اچھا کلام اور اسلام پھیلانے کو لازم کر۔"[4] ان بعض احادیث کے دوران میں رات کے قیام اور روزے کا بھی ذکر آ گیا ہے۔ جب کہ اسی کتاب میں ان دونوں کے بارے میں پہلے ذکر کر دیا گیا ہے۔



صف میں خالی جگہ پُر کرنا

سیدہ عائشہؓ بیان فرماتی ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے (نماز کے دوران)

---

[1] صحیح مسلم (۱/ ۷۴ حدیث ۵۴)

[2] جامع الترمذی (۴/ ۵۶۲ حدیث ۲۴۸۵) سنن ابن ماجہ (۱/ ۴۲۳ حدیث ۱۳۳۴) اور (۲/ ۱۰۸۳ حدیث ۳۲۵۱) مسند امام احمد (۵/ ۴۵۱) مستدرک حاکم ۳/ ۱۳) [12] السلسلۃ الصحیحۃ (حدیث ۵۶۹)

[3] مسند امام احمد (۵/ ۳۴۳) الاحسان (۱/ ۳۶۳ حدیث ۵۰۹) المعجم الکبیر (۳/ ۳۴۲ حدیث ۳۴۶۶۔ ۳۴۶۷) صحیح الترغیب (۱/ ۲۵۴) [4] الاحسان (۱/ ۳۵۶ حدیث ۴۹۰) مستدرک حاکم (۱/ ۲۳)

صف کی خالی جگہ پُر کی اللہ اس کے بدلے میں اس کا ایک درجہ بلند کرے گا اور اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔"[1]

سیدنا ابو جحیفہؓ سے.... نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے دوران صف کی خالی جگہ کو پُر کیا اسے بخش دیا جائے گا۔"[2]

ضعیف' کمزور اور بے بس انسان

سیدنا حارثہ بن وھبؓ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "کیا میں تمہیں اہل جنت کی خبر نہ دوں؟ ہر ضعیف کمزور اور بے حیثیت آدمی اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم دے کر کوئی بات کہے تو اللہ ضرور اس کو پورا کر دیتا ہے۔ اور کیا تمہیں جہنم والوں کی نشانی نہ بتاؤں؟ ہر بد اخلاق' سخت گیر اُجڈ اور متکبر (جہنم کا ایندھن بنے گا)[3]

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: حدیث میں آنے والے الفاظ متضعف کے عین پر زیر اور زبر دونوں آسکتے ہیں مطلب جو بہت کمزور ہو۔ اسماعیل کی ایک روایت میں لفظ مستضعف ہے۔

ضعیف سے مراد وہ شخص ہے جو جسمانی اور مالی لحاظ سے کمزور اور نادار ہو۔ اور مستضعف وہ ہے جو مجبور' بے بس اور مظلوم ہونے کی وجہ سے حقیر سمجھا جائے اھ[4]

ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنت اور جہنم نے شکایت کی۔ جہنم نے کہا: "مجھ میں جبار اور متکبر داخل ہوتے ہیں۔" جنت نے کہا: "مجھ میں ضعیف اور

---

[1] مجمع الزوائد (۹۱/۲) بسط الکف فی اتمام الصف للسیوطی (ص ۱۴) المتجر الرابح (ص ۸۱) السلسلۃ الصحیحۃ (حدیث ۱۸۹۲)

[2] کشف الاستار (۲۴۸/۱ حدیث ۵۱۱) الترغیب والترھیب (۱۷۵/۱) مجمع الزوائد (۹۱/۲) بسط الکف فی اتمام الصف (ص ۱۴) المتجر الرابح (ص ۸۱)

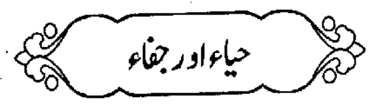
[3] صحیح بخاری (۶۶۲/۸ حدیث ۴۹۱۸) صحیح مسلم (۲۱۹۰/۴ حدیث ۲۸۵۳)

[4] فتح الباری (۶۶۳/۸)

مسکین داخل ہوتے ہیں۔" تو اللہ عزوجل نے اس سے فرمایا: "تُو میرا عذاب ہے۔ تیرے ساتھ میں جس کو چاہوں عذاب دیتا ہوں۔ اور اس جنت کو کہا تُو میری رحمت ہے۔ تیرے ساتھ میں جس پر چاہوں رحمت کرتا ہوں۔ (میں نے) تم میں سے ہر ایک کو بھرنا ہے۔"[1]

تکبر خیانت اور قرض سے پاک

سیدنا ثوبانؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو اس حال میں فوت ہوا کہ وہ تکبر خیانت اور قرض سے بری تھا تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔"[2]



حیاء اور جفاء

سیدنا ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حیاء ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں (لے جاتا) ہے۔ فحش گوئی جفاء سے ہے اور جفاء جہنم میں (لے جاتی) ہے۔"

(ترمذی[3] احمد[4] صحیح ابن احبان[5] حاکم[6] اور ترمذی فرماتے ہیں یہ حسن صحیح ہے۔ حاکم فرماتے ہیں یہ مسلم کی شرط پر ہے۔ جب کہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے[7])۔

---

[1] صحیح بخاری (۸/۵۹۵ حدیث ۴۸۵۰) صحیح مسلم (۴/۲۱۸۶ حدیث ۲۸۴۶)

[2] جامع الترمذی (۴/۱۱۷ حدیث ۱۵۷۲) سنن کبریٰ (۵/۲۳۲ حدیث ۸۷۶۴) سنن ابن ماجہ (۲/۸۰۶ حدیث ۲۴۱۲) الاحسان (۱/۲۱۰ حدیث ۱۹۸) مستدرک حاکم (۲/۲۶) صحیح سنن ترمذی (۲/۱۱۱) ھدی الساری (ص ۱۶۳)

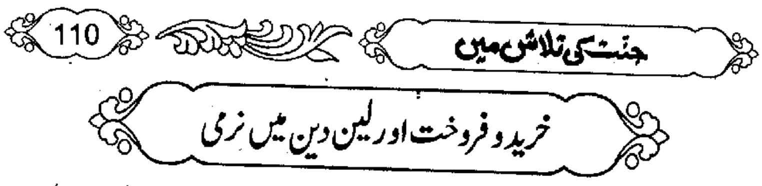
[3] جامع الترمذی (۴/۳۲۱ حدیث ۲۰۰۹)

[4] مسند امام احمد (۲/۵۰۱)

[5] موارد الظمآن (ص ۴۷۶ حدیث ۱۹۲۹)

[6] مستدرک حاکم (۱/۵۲۔۵۳)

[7] سلسلہ صحیحہ (حدیث ۴۹۵) صحیح الجامع (حدیث ۳۱۹۹)

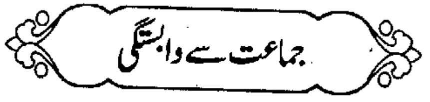


خرید و فروخت اور لین دین میں نرمی

سیدنا عثمان بن عفانؓ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ عزوجل اس شخص کو جنت میں داخل فرمائیں گے جو خرید و فروخت اور لین دین کرتے ہوئے نرمی کرنے والا اور اعلیٰ ظرف ہو۔"[1]

اسکا ایک شاہد سیدنا عبداللہ بن عمروؓ کی حدیث سے ہے.... فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک شخص محض لین دین میں اپنی نرمی کی وجہ سے جنت میں داخل ہو گیا۔"[2]

سیدنا جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے.... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جو خرید و فروخت کے وقت اور تقاضا کرتے وقت نرمی کرتا ہے۔"[3]



جماعت سے وابستگی

سیدنا عمرؓ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جماعت کے ساتھ مل کر رہو اور کٹ کے رہنے سے بچو (یاد رکھو) تنہا آدمی کے ساتھ شیطان لعین ہوتا ہے جب کہ وہ دو سے بہت دور ہے۔ جو جنت کے وسط کا ارادہ کرے تو وہ جماعت کے ساتھ مل کر رہے۔"[4]

ترمذی فرماتے ہیں: اہل علم کے ہاں جماعت کی تفسیر میں جماعت سے مراد وہ لوگ ہیں

---

[1] مسند امام احمد (۵۸/۱، ۶۷، ۷۰) سنن نسائی (۳۱۸/۷ حدیث ۴۶۹۶) سنن ابن ماجہ (۷۴۲/۲ حدیث ۲۲۰۲) صحیح الجامع (حدیث ۲۴۳) تمام المنہ ببیان الخصال الموجبۃ للجنۃ (۳۸) مسند امام احمد (تحقیق شیخ احمد محمد شاکر حدیث ۴۱۰)

[2] مسند امام احمد (۲۱۰/۲) الترغیب والترہیب (۱۹/۳) مجمع الزوائد (۷۴/۴) المتجر الرابح (۲۳۶) مسند امام احمد (تحقیق شیخ شاکر حدیث ۶۹۶۳)

[3] صحیح بخاری (۳۰۶/۴ حدیث ۲۰۷۶)

[4] جامع الترمذی (۴۰۴/۴ حدیث ۲۱۶۵) [5] صحیح الجامع (حدیث ۲۵۴۶)

جو فقہ، علم اور حدیث والے ہوں [1] اور آپؐ کا فرمان "بحبوحہ جنت" یعنی اس کا وسط تَبَحْبَحَ اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی جگہ بنائے تو منزل اور مقام کے درمیان میں آئے۔[2]

عادل بادشاہ مہربان اور پاک دامن عیالدار آدمی

سیدنا عیاض بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنت والے تین طرح کے آدمی ہوں گے (۱) منصف نیک بادشاہ جسے صدقہ کرنے کی توفیق دی گئی ہو۔ (۲) وہ آدمی جو ہر قریبی اور مسلمان کے لئے مہربان اور نرم دل رکھتا ہو۔ (۳) اور وہ عیالدار (بیوی بچوں والا) شخص جو پاک دامن ہو اور حرام سے بچنے کی بہت کوشش کرتا ہے۔"[3]

لوگوں سے ایسا سلوک کرنا جس کی ان سے اپنے لیے توقع ہو

عبداللہ بن عمرؓ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جسے پسند ہو کہ وہ جہنم سے دور کر دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے تو پھر اس کی موت اس حال میں آئے کہ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اور وہ لوگوں کے ساتھ اس طرح کا سلوک کرے کہ جس سلوک و برتاؤ کو وہ خود بھی اپنے لیے ان سے توقع رکھتا ہو۔"[4]

حق پر فیصلہ کرنے والا قاضی (جج)

سیدنا بریدہؓ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: "قاضی (جج) تین قسم کے ہیں۔ ایک

---

[1] جامع الترمذی (۴۰۵/۴)

[2] النھایۃ (لابن الاثیر ۹۸/۱)

[3] صحیح مسلم (۲۱۹۸/۴ حدیث ۲۸۶۵)

[4] صحیح مسلم (۱۴۷۳/۳ حدیث ۱۸۴۴)

جنت میں اور دو جہنم میں۔ جنت میں وہ قاضی (جج) جائے گا جس نے حق کو پہچانا اور اس کے ساتھ فیصلہ کیا۔ دوسرا وہ جس نے حق کو تو پہچانا مگر اس نے فیصلہ کرنے میں ظلم کیا۔ پس وہ جہنم میں ہے۔ اور جس قاضی نے لوگوں کے لئے جہالت کی بنیاد پر فیصلے کیے تو وہ بھی جہنم میں ہے۔"[1]

اللہ پر توکل اور نامناسب ذرائع چھوڑنا

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت سے ستر (۷۰) ہزار لوگ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔" لوگوں نے کہا: "اے اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہوں گے؟" تو آپ نے جواب دیا: "وہ لوگ ہیں جو نہ منتر پڑھواتے ہیں، نہ بدشگونی لیتے ہیں اور نہ داغ لگواتے ہیں اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔"[2]

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان ستر ہزار کا جو اصل وصف مراد ہے وہ اللہ پر مکمل بھروسہ (توکل) ہے۔ لہٰذا وہ دوسروں سے یہ درخواست نہیں کرتے ہیں کہ وہ ان پر منتر پڑھیں نہ وہ انہیں داغ دیں اور نہ ہی وہ بدشگونی لیتے ہیں۔[3]

سلیمان بن عبداللہ بن الشیخ محمد بن عبدالوہاب فرماتے ہیں: حدیث کے الفاظ "وہ داغ نہیں لگواتے یعنی مصیبت سے لذت اٹھانے اور تقدیر کے فیصلے کو تسلیم کرنے کی وجہ سے وہ دوسرے لوگوں سے درخواست نہیں کرتے کہ وہ ان پر منتر پڑھیں یا وہ انہیں داغیں جب

---

[1] سنن ابی داؤد (۴/۵ حدیث ۳۵۷۳) جامع الترمذی (۳/ ۶۱۳ حدیث ۱۳۲۲) سنن کبریٰ، نسائی (۳/۴۶۱ حدیث ۵۹۲۲) سنن ابن ماجہ (۲/۷۷۶ حدیث ۲۳۱۵) مستدرک حاکم (۴/۹۰) ارواء الغلیل (۸/ ۲۳۴ حدیث ۲۶۱۴) المعجم الکبیر (۲/۵ حدیث ۱۱۵۴-۱۱۵۶) مجمع الزوائد (۴/ ۱۹۳) تخریج احادیث الاحیاء العراقی (۲/۳۲۵)

[2] صحیح مسلم (۱/۱۹۸ حدیث ۲۱۸) صحیح بخاری (۱۰/۱۵۵ حدیث ۵۷۰۵) اور (۱۰/۲۱۱ حدیث ۵۷۵۲) اور (۱۱/ ۳۰۵ حدیث ۶۴۷۲) اور (۱۱/ ۴۰۵ حدیث ۶۵۴۱) صحیح مسلم (۱/۱۹۹ حدیث ۲۲۰)

[3] دیکھئے تیسیر العزیز الحمید شرح کتاب التوحید (۸۴)

کہ فی نفسہ داغ لگوانا جائز ہے جیسا کہ صحیح[1] میں سیدنا جابر بن عبداللہ سے مروی ہے.... نبی ﷺ نے انہیں سیدنا ابی بن کعب کی طرف طبیب بنا کر بھیجا۔ تو انہوں نے ان کی ایک رگ کاٹی اور اس کو داغ دیا۔ اور صحیح بخاری[2] میں سیدنا انس ؓ سے ہے کہ انہوں نے ذات الجنب (بیماری) سے داغ لگوایا جب کہ نبی ﷺ حیات تھے۔

ترمذی[3] وغیرہ نے انس ؓ سے بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے اسعد بن زرارہ ؓ کو ایک کانٹے کی وجہ سے داغ دیا۔ اور صحیح بخاری[4] میں ابن عباس ؓ سے مرفوع روایت ہے "شفا تین چیزوں میں ہے (۱) شہد پینے میں (۲) سینگی کھنچوانے اور (۳) آگ سے داغنے میں۔ جب کہ میں داغنے سے روکتا ہوں" اور ایک جگہ لفظ ہیں "مجھے پسند نہیں کہ داغا جائے۔"[5]

شیخ سلیمان بن عبداللہ فرماتے ہیں: "وہ شگون نہیں لیتے" یعنی وہ پرندوں اور اس طرح کی چیزوں کو نحوست نہیں سمجھتے[6] پھر دیگر مقام پر "بدشگونی" کے معنی کی تفصیل بیان کی ہے کہ یہ چیز (اسلام سے قبل جاھل عربوں اور مشرکوں) کو ان کے مقاصد سے روکتی تھی۔ جب وہ کسی کام کا ارادہ کرتے تو، مثال کے طور پر اگر وہ کوئی پرندہ دیکھتے کہ وہ دائیں طرف اڑا ہے تو اس کو باعث نفع سمجھتے۔ اور اگر وہ بائیں طرف اڑا ہو تو اسے منحوس قرار دیتے۔ لہٰذا شریعت نے اس کی نفی کی اور اس کو غلط قرار دیا اور اس سے روک دیا۔ نیز بتایا کہ حصول نفع یا تکلیف دور کرنے میں اس کی کچھ تاثیر (و عمل دخل) نہیں ہے[7] فرماتے ہیں: آپ ؐ کے

---

[1] صحیح مسلم (۴/۱۷۳۰ حدیث ۲۲۰۷)

[2] صحیح بخاری (۱۰/۱۷۲ حدیث ۵۷۱۹)

[3] جامع الترمذی (۴/۳۴۱) حدیث ۲۰۵۰) ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ جب کہ البانی نے اس صحیح سنن الترمذی (۲/۲۰۴) میں صحیح کہا ہے۔

[4] صحیح بخاری (۱۰/۱۳۶ حدیث ۵۶۸۰۔۵۶۸۱)

[5] یہ لفظ صحیح بخاری (۱۰/۱۵۴ حدیث ۵۷۰۴) میں سیدنا جابر کی روایت سے ہیں۔

[6] تیسیر العزیز الحمید (ص ۸۹) [7] تیسیر العزیز الحمید (ص ۳۶۸)

اس فرمان نے کہ "وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں" ایک مضبوط بنیاد فراہم کر دی ہے۔ جس سے یہ افعال بنتے ہیں وہ بنیاد توکل علی اللہ ہے۔ اس کے حضور سچی التجاء اور دل سے اس پر اعتماد ہے۔

پھر فرمایا تم اس بات کو سمجھو یہ حدیث اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اللہ پر توکل کرنے والے لوگ اسباب پر نظر نہیں رکھتے، جیسا کہ بعض کم علم حضرات کا خیال ہے۔ دراصل انسان کا اسباب سے تعلق فطری چیز ہے جس سے کسی کو بھی چھٹکارا نہیں۔ حتیٰ کہ حیوان چوپائے کو بھی۔ بلکہ خود توکل بھی اسباب میں سب سے بڑا تعلق ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُۥٓ ﴾ (الطلاق ٦٥/ ٣)

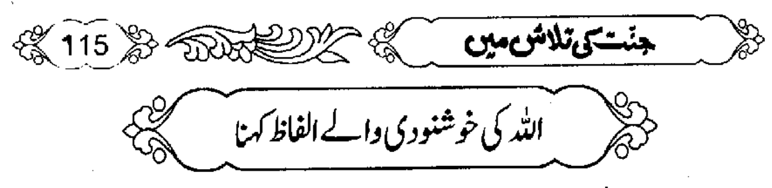
"اور جو کوئی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے گا وہ اس کے لئے کافی ہو گا۔"

یعنی اللہ اسے کافی ہے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ وہ ناپسندیدہ کاموں کو باوجودیکہ ان کو ان کی ضرورت بھی ہوتی ہے اللہ پر توکل کرتے ہوئے چھوڑ دیتے ہیں مثلاً: منتر پڑھوانا اور داغ لگوانا۔ تو ان کا ایسی چیز کو چھوڑ دینا اس لئے نہیں کہ یہ سبب ہے بلکہ اس لئے کہ یہ ناپسندیدہ سبب ہے خصوصاً جب مریض اسی پر ہی اکتفا کرتا ہے کیونکہ وہ اس میں شفا خیال کرتا ہے۔ وہ اس سے تار عنکبوت[1] کی طرح چمٹا رہتا ہے۔ رہی بات اسباب کو بروئے کار لانے اور دوا استعمال کرنے کی تو اگر کوئی غیر شرعی طریقہ علاج نہ ہو تو شرعاً کچھ ممانعت نہیں اور نہ یہ توکل کے منافی ہے لہٰذا ایسی چیز کو چھوڑنا شرعاً جائز نہ ہو گا جیسا کہ صحیحین[2] میں سیدنا ابو ہریرہؓ سے مرفوع روایت ہے "اللہ نے جو بھی بیماری اتاری ہے اس کے لئے شفا ضرور اتاری ہے۔"[3]

---

[1] یہ مکڑی کے جالے کو کہتے ہیں۔ [2] صحیح بخاری (۱۰/ ۱۳۴ حدیث ۵۶۷۸) میں نے یہ صحیح مسلم میں نہیں پائی۔ اور نہ ہی ان کی طرف ترمذی نے اسے تحفۃ الاشراف (۱۰/ ۲۶۶ حدیث ۱۴۹۷) میں منسوب کیا ہے

[3] تیسیر العزیز الحمید (ص ۸۶۔۸۷)



اللہ کی خوشنودی والے الفاظ کہنا

سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں .... نبی ﷺ نے فرمایا: بندہ اپنی زبان سے بے دھیانی میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والی کوئی ایسی بات کہہ دیتا ہے۔ جبکہ وہ اسے کچھ اہمیت نہیں دیتا۔ تو اللہ تعالیٰ خوش ہو کر اس بات کی برکت سے اس کے درجات بلند فرما دیتا ہے۔ اسی طرح بعض اوقات بندہ بے دھیانی میں اللہ کو ناراض کرنے والی کوئی بات کہہ دیتا ہے اور وہ اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ (اللہ کو ناراض کرنے والی اس بات کہنے کے) اس جرم میں وہ جہنم میں جاگرتا ہے۔" (اس لیے زبان کا استعمال یعنی بات خوب سوچ سمجھ کر کرنی چاہیے)[1]

جس نے اللہ کیلئے عاجز ہو کر فاخرانہ لباس چھوڑا

سیدنا معاذ بن انس الجہنیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اللہ کے لئے محض عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے قیمتی لباس چھوڑا حالانکہ وہ اس کے پہننے پر قادر تھا۔ تو اللہ اسے قیامت کے روز سب مخلوق کے روبرو بلائیں گے حتیٰ کہ اسے اختیار دیں گے کہ وہ ایمان کے لباسوں میں سے جو چاہے پہن لے۔"[2]

مولانا مبارکپوری فرماتے ہیں: آپؐ کا فرمان "جس نے لباس چھوڑا" یعنی اچھے بلند پایہ اور قیمتی لباس کو محض "اللہ کے لئے عاجزی اختیار کرتے ہوئے چھوڑا" یعنی اس لئے نہیں کہ لوگ اسے تواضع کرنے والا شخص کہیں یا زاہد خیال کریں یا اس طرح کے الفاظ سے یاد کریں۔ تنقید کرنے والا صاحب بصیرت ہوتا ہے اھ[3]

---

[1] صحیح بخاری (۱۱/۳۰۸ حدیث ۶۴۷۸)

[2] جامع الترمذی (۴/۵۶۱ حدیث ۲۴۸۱) مسند امام احمد (۳/۴۳۹) مستدرک حاکم (۴/۱۸۳) السلسلۃ الصحیحۃ (حدیث ۷۱۸)

[3] تحفۃ الاحوذی (۷/۱۸۳)

امام ترمذی حدیث کے بعد فرماتے ہیں: آپؐ کا فرمان "ایمان کے لباسوں" کا مطلب یہ ہے کہ جو اہل ایمان کو جنت کے لباس عطا کئے جائیں گے اھ (یعنی جنت میں پہنے جانے والے خاص بہترین لباس)

چند خاص اعمال صالحہ کا پایا جانا

سیدنا عبادۃ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم مجھے اپنے نفسوں کی طرف سے چھ چیزوں کی ضمانت دو' میں محمد تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

١. جب بات کرو تو سچ بولو۔
٢. جب وعدہ کرو تو پورا کرو۔
٣. جب امانت دی جائے تو (خیانت نہ کرو) ادا کرو۔
٤. اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو۔
٥. اپنی نگاہیں جھکا کے رکھو۔
٦. اپنے ہاتھوں کو روک کر رکھو (یعنی کسی کو اپنے ہاتھوں سے تکلیف نہ پہنچاؤ)۔"[١]

سیدنا ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے آج صبح روز کس نے رکھا؟ سیدنا ابو بکرؓ نے کہا: "میں نے" فرمایا: "تم میں سے آج جنازے کے پیچھے کون گیا؟" سیدنا ابو بکرؓ نے کہا: "میں" فرمایا: "تم میں سے آج کسی مسکین کو کھانا کس نے کھلایا؟" ابو بکرؓ نے کہا: "میں نے۔" فرمایا: "تم میں سے آج مریض کی عیادت کس نے کی؟" ابو بکرؓ نے کہا: "میں نے" فرمایا: "جس شخص میں یہ باتیں جمع ہو جائیں تو وہ ضرور جنت میں داخل ہو گا۔"[٢]

---

[١] مسند امام احمد (٥/٣٢٣) الاحسان (١/٢٤٥ حدیث ٢٧١) مستدرک حاکم (٤/٣٥٨-٣٥٩) السلسلۃ الصحیحۃ (حدیث ١٤٧٠) المعجم الکبیر (٨/٣١٤ حدیث ٨٠١٨) مستدرک حاکم (٤/٣٥٩)

[٢] صحیح مسلم (٢/٧١٣ حدیث ١٠٢٨)

سیدنا ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں' انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:
"پانچ اعمال ایسے ہیں جس نے ان پر ایک دن میں عمل کیا اللہ تعالیٰ اس کو اہل جنت میں لکھ دیں گے:

(۱) جس نے کسی مریض کی عیادت کی۔
(۲) اور جنازے میں شامل ہوا۔
(۳) اس دن روزہ رکھا۔
(۴) جمعہ کے لئے جلد تیار ہوا۔
(۵) اور ایک غلام آزاد کیا۔"[1]

سیدنا معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے ہم سے پانچ چیزوں کا عہد لیا جس نے ان میں سے ایک پر بھی عمل کیا اللہ اس کا ضامن ہو گا۔ (۱) "جس نے کسی مریض کی عیادت کی۔ (۲) یا جنازے کے ساتھ گیا۔ (۳) یا اللہ کی راہ میں غازی بنا۔ (۴) یا کسی امام کے پاس محض اس کی تعزیر و توقیر کے لئے گیا۔ (۵) یا اپنے گھر میں بیٹھا رہا کہ لوگ اس سے سلامت رہیں اور وہ بھی سلامت رہے۔" اور یہ الفاظ بھی ہیں "اور جو اپنے گھر میں بیٹھا رہا اور اس نے کسی انسان کی غیبت نہ کی۔"[2]

اور ابو کثیر سحیمی بیان کرتے ہیں' وہ اپنے باپ سے۔ فرماتے ہیں: میں نے سیدنا ابو ذرؓ سے سوال کیا: "مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جس پر عمل کر کے کوئی جنت میں داخل ہو سکتا ہے۔" فرمانے لگے: "میں نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا تو آپؐ نے فرمایا تھا: "وہ اللہ پر ایمان رکھے۔" میں نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسولؐ ایمان کے ساتھ عمل بھی

---

[1] الاحسان (۱۹۱/۴ حدیث ۲۷۶۰) مسند ابی یعلیٰ (۳۱۲/۲ حدیث ۱۰۴۴) مجمع الزوائد (۱۶۹/۲) السلسلۃ الصحیحۃ (حدیث ۱۰۲۳)

[2] مسند امام احمد (۲۴۱/۵) صحیح ابن خزیمہ (۳۷۵/۲۔۳۷۶ حدیث ۱۴۹۵) الاحسان (۲۹۵/۱ حدیث ۳۷۳) مستدرک حاکم (۲۱۲/۱) صحیح الجامع (حدیث ۳۲۵۳)

ہے۔" فرمایا: "جو کچھ اللہ نے اسے عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرے۔" میں نے کہا اگر وہ فقیر ہو اس کے پاس کچھ نہ ہو؟" فرمایا: "وہ اپنی زبان سے اچھی بات کہے۔" کہتے ہیں میں نے کہا: "اگر وہ عاجز (مریض) ہو اس کی زبان اس کی بات آگے نہ پہنچا سکتی ہو؟" فرمایا: "تو مغلوب کی مدد کرے۔" میں نے کہا: "اگر وہ ضعیف ہو اس کے پاس طاقت نہ ہو؟" فرمایا: "تو وہ نادان کے لئے کام کرے۔" میں نے کہا: "اگر وہ خود نادان ہو؟" کہتے ہیں: "آپؐ نے میری طرف غور سے دیکھا اور فرمایا: "تو اپنے بھائی میں کوئی خیر کی بات نہیں چھوڑنا چاہتا۔ تو وہ لوگوں کو اپنی تکلیف سے بچائے۔" میں نے کہا: "اے اللہ کے رسولؐ! یہ تو آسان کام ہے۔" تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو کوئی بندہ ان میں سے کسی خصلت پر اس لئے عمل کرے کہ اللہ سے اس کا اجر چاہتا ہے تو ضرور وہ خصلت (نیک عمل) روز قیامت اس کا ہاتھ پکڑے گی حتیٰ کہ اسے جنت میں داخل کر دے گی۔"[1]

سیدنا براء بن عازبؓ بیان فرماتے ہیں ایک اعرابی نبی ﷺ کے پاس آیا' کہنے لگا: "اے اللہ کے رسولؐ! مجھے آپ کوئی ایسا عمل سکھایئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔" فرمایا: "اگرچہ تو نے بات مختصر کی ہے لیکن مقصد خاصا طویل ہے۔ تُو جان کو آزاد کرا اور گردن چھڑا" کہنے لگا: "کیا یہ دونوں ایک نہ ہیں؟" فرمایا: "نہیں جان آزاد کرنا یہ ہے کہ تو اس کے آزاد کرنے میں اکیلا ہو اور گردن چھڑانا یہ ہے کہ تو اس کی قیمت خرید میں شریک ہو۔ اور بہت دودھ دینا (منحہ وکوف) ہے اور جو رشتہ داری توڑتا ہو اس پر جھکنا ہے۔ اگر تو اس کی طاقت نہ رکھے تو بھوکے کو کھلا' پیاسے کو پلا' نیکی کا حکم دے اور برائی سے روک۔ اگر تو اس کی بھی طاقت نہ رکھے تو اپنی زبان کو سوائے خیر کے روکے رکھ۔" (یعنی اچھی بات کہہ ورنہ چپ

---

[1] الاحسان (۱/۲۹۵ حدیث ۳۷۴) المعجم الکبیر (۲/۱۶۷ حدیث ۱۶۵۰) مستدرک حاکم (۱/۶۳) مجمع الزوائد (۳/۱۳۵)

رہو)۔"[1]

جناب رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان اگرچہ تُو نے کلام مختصر کی ہے۔ یعنی چھوٹے الفاظ میں بات کی ہے۔ تو نے مسئلہ کو پھیلا دیا ہے یعنی ایک وسیع و عریض سوال کیا ہے۔

"منحہ وکوف" بہت دودھ دینے والا جانور[2] اور آپ[3] کے فرمان "رشتہ دار پر جھک جا" یعنی اس کے ساتھ نرمی کے ساتھ پیش آنا اور بھلائی کرنا ہے۔[4]



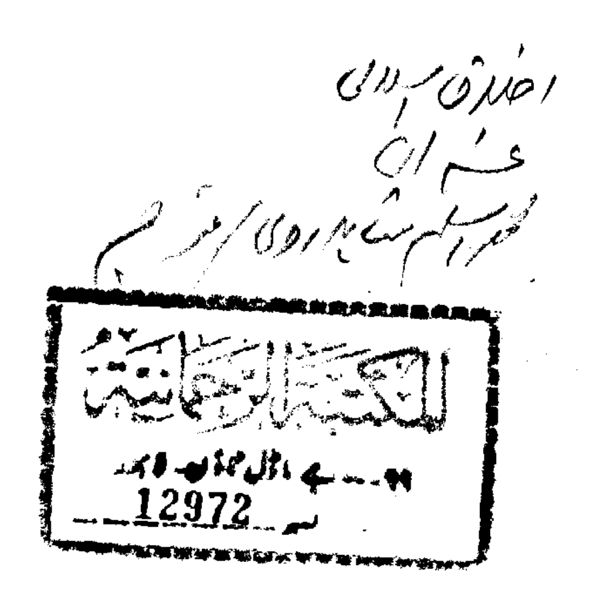
---

[1] مسند ابوداوٗد طیالسی (ص ۱۰۰ حدیث ۷۳۹) مسند امام احمد (۲۹۹/۴) الاحسان (۲۹۶/۱ حدیث ۳۷۵) مجمع الزوائد (۲۴۰/۴) ان کی جو تعلیق مشکوٰۃ پر ہے۔ (حدیث ۳۳۸۴)

[2] شرح السنہ (۳۳۵/۹)

[3] اس سے مراد دودھ والا جانور کسی کو عطیہ دینا ہے جیسا کہ اس سے پہلے بھی اس کی تفصیل گزری ہے۔ وَاللہُ اَعْلَمُ مترجم

[4] النہایۃ (یعنی لابن الاثیر) (۴۸۳/۳)


12972

جنّت میں داخلہ کیلئے

کفر و شرک کی پُرزور آندھیوں میں اپنے عقیدے کے چراغ کو روشن رکھیں تاکہ اسکی روشنی میں آپ روزِ قیامت آسانی سے پُلِ صراط پار کر کے جنّت الفردوس تک پہنچ جائیں اور پھر اللہ رحیم و کریم کی رضا کا سرٹیفکیٹ حاصل کر کے اِس چمن کی بہاروں اور رعنائیوں سے اپنے دل کی تسکین کا سامان کریں۔ ان انعامات کے حصول کیلئے آپ کے عقیدہ کا قرآن و سُنّت کے مطابق ہونا ضروری ہے اور عقائد کی درستگی اور جنّت کے حصول کیلئے **"اِصلاحِ عقیدہ"** اور **"جنّت کی تلاش میں"** کا مُطالعہ خود بھی کریں اور دوست احباب کو بھی تحفہ میں دیں۔

دارُالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان

